ماہنامہ
المرشد

عَنْ اُمِّ اَنَسٍ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اھْجُرِیْ الْمَعَاصِیْ فَاِنَّھَا اَفْضَلُ الْھِجْرَۃِ وَ حَافِظِیْ عَلَی الْفَرَائِضِ فَاِنَّھَا اَفْضَلُ الْجِھَادِ وَاَکْثِرِیْ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّکِ لَا تَاْتِیْنَ اللّٰہَ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذِکْرِہٖ۔ (الطبرانی)

حضرت ام انسؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا گناہوں سے بچ کہ یہ بہترین ہجرت ہے۔ فرائض کی پابندی کر کہ یہ بہترین جہاد اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کر کیونکہ اللہ کے دربار میں اللہ کے ذکر سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں کر سکے گی۔

جتنی آشنائی عظمت الٰہی سے نصیب ہوتی ہے اتنا اپنی عاجزی کا اپنے نہ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

حضرت شیخ المکرم
امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

جون 2012ء
رجب المرجب 1433ھ

تصوف

ذکر کثیر

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۔ اپنے بندوں کا کس قدر خیال ہے رب العالمین کو ۔ کس قدر شفقت ہے اپنی مخلوق پر ۔ اللہ فرماتا ہے اے میرے ماننے والو ، میرے نبی کے چاہنے والو ، اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ہمہ وقت کثرت سے ذکر کیا کرو ۔

ارکان دین میں سے عبادات جن کا کتاب اللہ نے حکم دیا ان کی حدود بھی متعین فرمائی ہیں ان کا مخصوص طریقہ بھی مقرر فرمایا ہے مثلاً نماز کے لیے وضو کا ہونا شرط ہے ، وقت کا ہونا شرط ہے ، قبلہ رخ ہونا شرط ہے ، اسی طرح روزے کے لئے شرائط ہیں ، اسی طرح زکوۃ کی شرائط ، حج کی شرائط ہیں ۔ ہر طالب علم کے لئے ذکر کو مامور بہ قرار دیا اور ہمہ وقت کا ذکر ہے وضو ہے یا نہیں ذکر کرو ، نہاؤ تو ذکر کرو ، سفر کو جا رہے ہو تو ذکر کرو ، حتیٰ کہ سو جاؤ تو بھی ذکر کرتے رہو ، اور کثیر تو تب ہی ہوگا ۔ ذکر کے لئے کوئی قید نہیں ، کسی حالت ، کسی صورت کی ، موسم کی ، کسی عمر کی ، مرد عورت کی کسی قسم کی کوئی قید رب العالمین نے نہیں لگائی ہاں ایک قید ہے کہ وہ طریقہ ، طریقہ نبوی کے خلاف نہ ہو ۔

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ماہنامہ المرشد

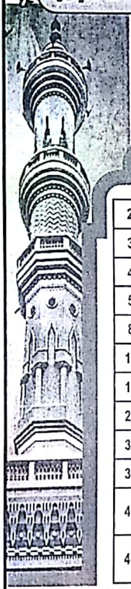

فہرست

اقوال شیخ	انتخاب	2
اداریہ	ابوالاحمدین	3
طریقۂ ذکر		4
ماہانہ اجتماع	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	5
شانِ رحمۃ اللعالمین ﷺ	محمود خالد	8
مسائل السلوک	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	12
الشبِ رحمت عالم ﷺ	عبدالقدیر اعوان	18
اکرم التفاسیر	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	25
اقامت دین	حفیظ الرحمٰن	33
سوال و جواب	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	37
Attaining Positive Change Effectively	Ameer Muhammad Akram Awan	45
Hayat-e-Javidan (CH: 17)	Abul Ahmadain Translation: Naseem Malik	48

جون 2012ء رجب المرجب 1433ھ

جلد نمبر 33	شمارہ نمبر 10

مدیر: محمد اجمل

سرکولیشن منیجر: محمد اسلم شاہد

قیمت فی شمارہ 35 روپے

PS/CPL#15

بدل اشتراک

پاکستان	350 روپے سالانہ
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	1200 روپے
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

www.owaisiah.com / www.naqashbandiahowaisiah.com

انتخاب جدید پریس لاہور 0423-6314365

ناشر عبدالقدیر اعوان

سرکولیشن و رابطہ آفس: ماہنامہ المرشد 17 اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ، لاہور۔

Ph: 042-35182727
Fax: 042-35180381
E-mail: monthlyaimurshed@gmail.com

مرکزی دفتر: دارالعرفان ڈاکخانہ نور پور ضلع چکوال۔

Ph: 0543-562200
Fax: 0543-5621198
E-mail: darulirfan@gmail.com

اقوال شیخ

☆ اللہ کا علم بھی وسیع ہے اوراس کی قدرت بھی کامل ہے وہ خوب جانتا ہے کس کیلئے کون سی چیز مناسب ہے۔

☆ آپ ﷺ کا منصب عالی ہے کہ آدمی آج جو کچھ کررہا ہے اس کے نتیجے میں جونقصان قیامت کوسامنے آئے گا اس سے آج مطلع فرماتے ہیں۔

☆ جس کے دل میں سچی طلب پیدا ہوجائے اس کا سینہ اللہ کریم اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں۔

☆ جہاں کی ہرٹوٹ پھوٹ کسی نئی تعمیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

☆ بدترین وہ لوگ ہیں جواللہ کا دین بیچ کر کھاتے ہیں دین بیچنے کی چیزنہیں دین اللہ کی رضا کو پانے کا ذریعہ ہے۔

☆ دین جسے ہم نے اپنی نادانی سے بوجھ سمجھ رکھا ہے ہماری انتہائی ضرورت ہے مگر اس کا احساس تب ہی ممکن ہے جب کوئی ذرہ معرفت باری کا نصیب ہو۔

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں

جس ڈھٹائی سے آج سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہا جا رہا ہے اور حسن و قبح کے پیمانے تبدیل کئے جا رہے ہیں' ترقی معکوس کی آخری صورت شاید یہی رہ گئی ہے کہ یہ لوگ پاؤں کی بجائے ہاتھوں کے بل چلنے لگیں۔ یقیناً یہ ایک مضحکہ خیز صورت ہو گی لیکن یہ صورت حال بھی کم مضحکہ خیز نہیں کہ لوٹ مار میں شہرت ہی درجۂ کمال بن جائے۔ بڑے بڑے قومی اعزاز بھی کیا اعزاز ہوں گے' اب تو دنیا جسے Most currupt کہہ دے' اصل اعزاز ہی اس کا ہے۔ حضرت امیر المکرم بھی کیا خوب مثال دیا کرتے ہیں' جہاں سبھی بھیڑیے ہوں' ایک سے ایک بڑھ کر خونخوار ہو تو جوان میں سب سے زیادہ خونخوار ہوگا' وہی ان کا سردار بھی ہوگا۔ جس معاشرے کا چلن ہی لوٹ مار اور حرام خوری بن جائے' اس پر حکمرانی کے لئے فرشتے تو نہیں آئیں گے؟ عذاب آنا برحق ہے خواہ حکمرانوں کی صورت میں ہو یا بدحالی' عدم تحفظ' بے اطمینانی اور تنگیٔ رزق کی صورت۔

کچھ برائیاں ایسی ہیں جو ابتدائے آفرینش سے آج تک دنیا کے ہر معاشرے میں برائیاں ہی شمار کی جاتی ہیں۔ جھوٹ کو کبھی قابل تحسین نہیں سمجھا گیا لیکن ہمارے ہاں جھوٹ اور وعدہ خلافی سیاست کا نقطۂ کمال ہے اور جو سب سے بڑا جھوٹا ہے، وہی کامیاب ترین سیاستدان ہے۔ دھوکہ دہی اور لوٹ مار کی دولت سے کب کوئی متاع عزت خرید سکتا تھا لیکن اب دولت ہی عزت کا معیار ہے خواہ کس طرح بھی حاصل کی جائے۔ اتنی دولت ضرور ہونی چاہیئے جس سے پروپیگنڈا مشینری متحرک کی جا سکے اور زندہ باد کے نعرے لگانے والے خریدے جا سکیں۔ کچھ ہی عرصہ قبل راشی کو مطعون قرار دیا جاتا تھا اور کوئی راشی معاشرے میں سر اٹھا کر نہ چل سکتا تھا لیکن چند ہی سالوں میں حرمت رشوت کو حلت مل گئی ہے۔ اب راشی نہ صرف سر اٹھا کر اور سینہ تان کر چلتا ہے بلکہ لوگ اسے جھک کر سلام بھی کرتے ہیں۔ اب تو جرم وجۂ تفاخر ہے اور اس پر سزا بڑائی کی سند۔

یہ معاشرہ کیا جانتا نہیں صحیح کیا ہے اور کیا غلط؟ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا؟ سبھی جانتے ہیں' وہ بھی جو حق کو باطل اور باطل کو حق کہہ رہے ہیں اور وہ بھی جو خاموشی سے یہ سب کچھ سن رہے ہیں۔ قرآن میں یہود کا جرم تو اس سے کم تر بتایا تھا کہ وہ جانتے بوجھتے ہوئے حق و باطل کی آمیزش کرتے تھے۔

يَاَ اَهۡلَ الۡكِتَابِ لِمَ تَلۡبِسُوۡنَ الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ٥

(اے اہل کتاب تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ کیوں ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو اور تم یہ جانتے ہو۔ آل عمران آیت 71)

یہاں بات صرف آمیزش کی نہیں' ڈنکے کی چوٹ باطل کو حق کہا جا رہا ہے اور حق کو باطل۔ ذلت و خواری یہود کا مقدر بنی تو یہاں بھی ذلت و رسوائی ہمارا حال بن چکی ہے۔ جرم وجۂ تفاخر بن جائے تو توبہ کیسے ممکن ہو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کی توفیق مانگیں' اپنے لئے بھی کہ باطل کو بانگ دہل باطل کہہ سکیں اور ان کے لئے بھی جو پوری ڈھٹائی سے جنوں کو خرد کہہ رہے ہیں۔

ابو الاحمدین

طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمد و رفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔ اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ اس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔ دیئے گئے نقشے میں انسان کے سینے، ماتھے اور سر پر لطائف کے مقامات بتائے گئے ہیں جن کا خیال کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔

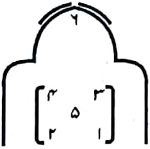

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کہا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ: ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کے لئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پر لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ عرش عظیم سے جا ٹکرائے۔

ماھانہ اجتماع

بیان 8 اپریل 2012

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْن

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتْ او کمال قال رسول اللہ ﷺ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے، ارادوں پر ہوتا ہے، عمل بظاہر کچھ بھی ہو۔ نیت اور ارادہ ایک قلبی کیفیت کا نام ہے۔ نیت نام ہی قلبی کیفیت کا ہے۔ اب جو ہم نماز میں نیت کرتے ہیں نا تو علمائے فقہ اس کو بدعت کہتے ہیں یہ جو "چار رکعت نماز ظہر کے"، "تین رکعت نماز وتر" کیونکہ یہ نماز کا اگر حصہ ہوتی تو جس طرح باقی نماز قرآن کریم، سورہ فاتحہ اور قرآنی آیات یا تسبیحات پر مشتمل ہے تو یہ اسی طرح عربی میں ہوتی۔ اب یہ (نیت) اردو والا اردو میں کرتا ہے پنجابی والا پنجابی میں، عربی والا عربی میں، پشتو والا پشتو میں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی نماز کا حصہ یا شرعی قاعدہ نہیں ہے۔ اور یہ ایجاد بندہ ہے۔ لیکن علماء پھر یہ رعایت دیتے ہیں کہ لوگوں کا حال یہ ہو گیا ہے اگر وہ منہ سے نہ دہرائیں کہ میں ظہر کے چار فرض پڑھ رہا ہوں اور دل میں ارادہ تو ہے، ظہر کا وقت ہے ظہر کے لئے بندہ اٹھتا ہے تو ارادہ تو ہو گیا دل میں لیکن یہ نیت کرتے ہیں تو انہیں یاد نہیں رہتا کہ تین پڑھی ہیں یا چار پڑھی ہیں تو اگر یہ زبانی دہرانا چھوڑ دیں گے تو انہیں تو پتہ ہی نہیں ہوگا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں کیا پڑھا ہے اور کیا پڑھنا ہے۔ تو اس کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں کہ یہ زبانی دہرائی جائے کہ بندہ بھول ہی نہ جائے کہ رکعتیں چار پڑھنی تھیں، تین پڑھنی تھیں، دو پڑھنی تھیں، ایک پڑھی ہے یا دو پڑھی ہیں۔ تو اس کے لئے علماء اجازت دیتے ہیں۔ یہ صلوٰۃ کا حصہ نہیں ہے کہ نیت کہتے ہیں اس کیفیت کو جو آپ کے دل میں ہو۔ اب دل میں ایک کیفیت ہے کہ یار مجھے مراقبات ہو جاتے یا مجھ سے ایک کرامت صادر ہو جاتی نا، یہ لوگ میرے قدموں پہ گر جاتے اور مجھے پیسے بھی دیتے اور مجھے مٹھیاں بھی بھرتے اور میری خوشامد بھی کرتے تو بظاہر وہ بندہ اللہ اللہ کر رہا ہے، تلاوت کر رہا ہے یا چلہ کشی کر رہا ہے، روزہ بھی رکھ رہا ہے اور ذکر بھی کر رہا ہے اور سارے کام جائز کر رہا ہے اور کیفیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نتیجہ اس کے مطابق ہوگا جو اس کے دل میں ارادہ ہے۔ وہ جرم بن جائے گا کہ تم نے اس بات کو، جو عظمتِ الٰہی کے لئے تھی تم نے اپنی بڑائی کے لئے استعمال کرنا چاہا۔ اسی طرح کوئی مجاہدہ کرتا ہے اور دل میں نیت یہ کہ مجاہدہ کرنے سے کشف حاصل ہو جائے گا اور لوگ مجھے صاحب کمال کہیں گے اور میں لوگوں کو قبروں کے حالات بتاؤں گا اور لوگوں کے دنیاوی امور کے حالات بتاؤں گا تو میری بڑی عزت ہوگی۔ ارشاد عالی یہ ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نتیجہ اس کی نیت پر نکلے گا۔ کام تو اللہ اللہ کرتا رہا اچھا کرتا رہا راتوں کو بیٹھ کر ذکر کرتا رہا لیکن نیت عظمتِ الٰہیہ، حصول قربِ الٰہیہ، رضائے

الٰہی کی نہیں تھی نیت اپنی بڑائی کی تھی ۔ تو علمائے سلوک تو اس کو شرک قرار دیتے ہیں ۔ وہ بڑی سختی کرتے ہیں کہ یہ تو شرک ہے، خود کو اللہ کا شریک بنا دیا اپنی بڑائی جتانا چاہتا ہے، اپنی عظمت لوگوں سے منوانا چاہتا ہے ۔ اور یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔ ہم انسان ہیں اور یہ دور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک دور سے بہت دور ہو چکا ہے ۔ ساڑھے چودہ سو سال درمیان میں حائل ہو گئے ہیں ۔ صدیوں کے فاصلے بڑے لمبے فاصلے ہوتے ہیں اور بڑی جرأت کا کام ہے کہ صدیوں کے فاصلے کو چیر کر برکات نبوت کو خلوص دل سے حاصل کیا جائے ۔ یہ محض اللہ کی عطا سے ہو سکتا ہے یہ بہت مشکل کام ہے ۔ اور اس کا خیال رکھا جائے کہ اس میں کسی نہ کسی درجے پہ ذہن میں فتور آ جاتا ہے کہ میں بڑا صاحب کمال ہوں خود کو دوسروں سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے دوسروں سے خدمت ہی نہیں لیتا، پیسے لینا شروع کر دیتا ہے ۔ یہ ساری محنت کیا اس لئے ہے کہ چند ٹکے ملیں؟ یار ویسے ایک دن سڑک پہ کھڑے ہو کر بندوق لے کر دو بسیں روک لو اور جتنا دل چاہے لوٹ کر چلے جاؤ۔ پرچہ نامعلوموں کے خلاف درج ہوگا ۔ یہ حکومت تو پوچھتی نہیں ۔ تو اس محنت اور مجاہدے اور کیفیت قلبی کو چند ٹکوں پر کیوں بیچتے ہو؟ انسان کیا ہے اور انسان کی بڑائی کیا ہے؟ اللہ کریم نے انسان کو ڈھانپا ہوا ہے، اسے پردے میں رکھا ہوا ہے۔ ورنہ انسان کو ذرا سا کانٹا بھی لگ جائے اور اتنا خون نکل آئے جو اپنی جگہ سے چل پڑے تو وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے، کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا بھی ناپاک ہو جاتا ہے ۔ اندر تو سارا یہی کچھ ہے۔ ہر انسان اتنا ہی کچھ ہے۔ مٹی کا ایک ڈھیر ہے اور مختلف نجاستوں کا ایک مجموعہ ہے ۔ اللہ نے اپنے کرم سے اس پر کھال چڑھا کر اسے پردے میں رکھا ہوا ہے ۔ انسان کوئی شے نہیں ہے، عظمت ساری اللہ کی ہے اور سارا مجاہدہ اور ساری محنت اس لیے ہوتی ہے کہ عظمت الٰہی سے زیادہ سے زیادہ آشنائی نصیب ہوتی ہے۔ جتنی آشنائی عظمت الٰہی سے نصیب ہوتی ہے اتنا عجز اور واماندگی آتی ہے ۔ اتنا اپنی عاجزی کا، اپنے نہ ہونے کا احساس ہوتا ہے ۔ تو یہ ایسی حساس باتیں ہیں کہ بظاہر یہ چھوٹی باتیں ہیں لیکن یہ آدمی کی پوری عاقبت کو، اخروی زندگی کو متاثر کر دیتی ہیں اور بعض اوقات ساری دنیا کی محنت اور مجاہدے کو ضائع کرنے کا سبب بن جاتی ہیں ۔ لہٰذا ان کی طرف ضرور توجہ رکھی جائے اور ایک دوسرے کے لئے دعا کی جائے ۔ میں آپ کے لیے دعا کروں، آپ میرے لئے دعا کریں اللہ مجھے ان چیزوں سے بچائے ۔ میرا کام ہے آپ سب کے لئے دعا کروں اللہ آپ کو ان سب چیزوں سے بچائے کیونکہ بہت سے واقعات دیکھے بھی ہیں ۔ بڑی عجیب حالت ہوتی ہے، بڑے عجیب واقعات ہیں ۔ آدمی دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے ۔ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے بہت اچھے مشاہدات، منازل بہت بلند تھے ۔ مدتوں حضرتؒ کے ساتھ بڑے خلوص سے رہے، بہت اچھی کیفیات تھیں ۔

مجھے ایک بندہ یاد ہے، ہم پشاور جا رہے تھے حضرت جیؒ کے ساتھ تو میرا پستول میرے پاس تھا ۔ اسلحہ ہمیشہ میرے پاس ہوتا ہے ۔ ساری زندگی رہا، اب بھی ہوتا ہے ۔ تو میں نے اس ساتھی کو دے دیا کہ یار یہ تھوڑی دیر کے لئے رکھ لو ۔ گلے میں پہننے والا اُس وقت وہ ہوتا تھا ۔ تو ایک جگہ نماز کا وقت ہو گیا ۔ سڑک کے کنارے ایک مسجد تھی ۔ حضرتؒ نے فرمایا گاڑی روکو، نماز کا وقت ہے مسجد سڑک کے ساتھ ہے یہاں نماز پڑھ لیں ۔ وہاں ہم لوگوں نے نماز پڑھی ۔ نماز سے فارغ ہو کر گاڑی کی طرف آ رہے تھے تو وہ بندہ حضرت جیؒ سے کہنے لگا کہ حضرتؒ کمال ہے ۔ میں نے دیکھا کہ فرشتے نے میری نماز کا ثواب باقی ساتھیوں

کی نماز سے زیادہ لکھا ہے تو میں نے ایسا کیا کیا ہے کہ میرا ثواب اس سے زیادہ لکھا۔ حضرتؒ نے دیکھا تو اس نے گلے میں وہ پستول پہنی ہوئی تھی تو حضرتؒ نے فرمایا کہ تم نے مسلح ہو کر پڑھی ہے اور یہ بھی سنت ہے باقیوں کی نسبت تمہاری نماز میں ایک سنت زیادہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے بھی غزوات میں اسلحہ سمیت نماز ادا فرمائی ہے تو یہ جو زائد سنت تھی اس کا ثواب تمہارا زیادہ لکھا گیا۔ یہ عالم مشاہدات کا بھی تھا۔ پھر میں نے اس بندے کو دیکھا مرکز سے الگ ہو گیا پھر وہ ماوشما کے لئے مشاہدے کرتا۔ میں تمہیں دیکھ کر بتاتا ہوں تم یہ کام کرو تمہیں اتنے پیسے ملیں گے وہ کام کرو تمہارا کام ہو جائے گا۔ مجھے اس میں سے کتنے دو گے یعنی کہاں سے بات چلی کہاں پہنچی۔ پھر بڑا عرصہ ہوا ان کا انتقال ہو گیا۔ ویسے بھی مجھے ایک دن خیال آیا کہ یار بڑا عرصہ رفاقت رہی تھی اب تو وہ دنیا سے چلے گئے تو دیکھیں کیا کر رہے ہیں۔ استغفر اللہ! میں نے دیکھا قبر میں آگ کی تاروں کی ایک جالی سی بنی ہوئی ہے اور اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔ جیسے ہم سبزی لیتے ہیں تو ایک جالی دار سا کپڑا انہیں لیتے ،فروٹ یا سبزی اس میں ڈال لیتے ہیں تھیلے میں، اس طرح کا۔ عجیب بات ہے وجود انسانی ہے۔ ایمان نہ ہو تو وجود انسانی نہیں رہتا۔ وجود انسانی ہے لیکن اس تھیلے میں لٹک رہے ہیں۔ اس کی ساری تاریں آگ کی ہیں۔ اب اس کے آگے نہ بات ہو سکتی ہے نہ بندہ جا سکتا ہے۔ بارالٰہا یہ کیا ہے؟ تو مجھے یہ سمجھ آئی کہ وہ امیدیں ہیں جو انہوں نے لوگوں سے وابستہ کر لی تھیں کہ اس سے مجھے پیسے ملیں گے یہ میری عزت کرے گا، یہ مجھے گاڑی میں بٹھا کر لے جائے گا۔ یہ چھوٹی چھوٹی امیدیں انہوں نے لوگوں سے وابستہ کی تھیں۔ برزخ میں اللہ نے ہر امید کو آگ کی ایک تار بنا دیا اور وہ ایک جال بنا گیا اور یہ اس میں لٹک رہے ہیں۔ یہ انجام ہوتا ہے نیت اور دلی ارادے کے بدلنے کا، اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات جو کچھ تمہارے دل میں ہوگا نتائج اس کے مطابق ہوں گے ۔ تو میرے بھائی، میرے سمیت ہم سب کو اپنے دلی ارادوں پر غور کرنا چاہیے۔ دل کی اتھاہ گہرائی میں صرف ایک بات ہونا چاہیے کہ میرا پروردگار، میرا نبی ﷺ مجھ سے راضی ہو۔ مجھے اللہ کی رضامندی نصیب ہو اور میں اس کے غضب سے بچ جاؤں وہ مجھ سے ناراض نہ ہو اپنی بڑائی کا خیال ،حصول زر کا خیال ،عہدوں کا لالچ یہ چیزیں اور پھر اللہ کی بنیاد پر دنیا کا خیال کہ میں مجاہدہ کروں لوگ مجھے بڑا پیر مانیں مجھے غوث لکھیں، میرے نام کے ساتھ قطب الاقطاب لکھیں ،میری شہرت ہو جائے ،لوگ مجھے پیسے دیں گے۔ یہ خطرناک کھیل ہے اللہ اس سے اپنی امن و پناہ میں رکھیں، آمین

و آخر دعوانا اَن الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

اللہ اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھ اور اس پر عدل اور انصاف کی اور دین کی حکومت قائم فرما۔ یا اللہ مظلوموں، بے گناہوں کی مدد فرما۔ یا اللہ زیادتی کرنے والوں کو توبہ کی توفیق عطا فرما ۔ عامۃ المسلمین کو ہدایت نصیب فرما۔ رب کریم ہمیں بخش دے۔ ہمارے والدین ہمارے اساتذہ کو بخش دے۔ ہماری اولادوں، ہمارے ملنے جلنے والوں کو بخش دے۔ یا اللہ مسلمانوں پر رحم فرما۔ بے کسوں کی دستگیری فرما۔ اللہ بیماروں کو شفا عطا فرما۔ اللہ رحمت کی بارش نازل فرما۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعُفُ عَنَّا قَبْلَ ذٰلِکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا اَنْتَ وَلِیُّنَا فِیْ سَفَرِنَا وَحَضَرِنَا فِیْ مَالِنَا وَاَھْلِنَا اَنْتَ وَلِیُّنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔

شانِ رحمۃ للعالمین من کلامِ ربّ العالمین

مولانا: محمود خالد بہاول پور

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو جلالت شان اور رفیع مرتبہ ومقام عطا فرمایا اس کا بیان قرآن مجید فرقان حمید میں جا بجا ہے۔ سرِ دست چند آیات کا ترجمہ اکرم التراجم سے اور ان کی تفسیر ''اسرار التنزیل'' سے پیش خدمت ہے۔ مترجم مفسر حضرت شیخ المکرّم مولانا امیر محمد اکرم اعوان صاحب مدّ فیوضہم ہیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (النجم:1)

ترجمہ: ستارے کی قسم جب وہ غائب ہونے لگے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (النجم)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ راستہ بھولے اور نہ بھٹکے ہیں۔

قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے یعنی ستاروں کا اپنے مقررہ راستوں کا وقت غروب تک ایسے چلنا کہ لوگ ان سے راستہ پاتے ہیں اس بات پر گواہ ہے کہ جس رب کے ستارے تک نہیں بھٹکتے بھلا اس کا رسول ﷺ کیسے بھٹک سکتا ہے اور یہ تمہارے درمیان بسنے والی ہستی ہے، وہ ہستی جس کا سارا وقت تمہارے ساتھ بسر ہوا اور جس کی صداقت وامانت کے تم خود گواہ ہو اور دوسری نعمت صَاحِبُكُمْ میں یہ رکھی کہ آپ ﷺ کا دامن شفقت تو سب کے لئے پھیلا ہوا ہے آپ ﷺ کی برکات سے وہی بے نصیب محروم ہے جو خود کو الگ کر لے کہ یہ ہستی ہمیشہ صراط مستقیم کی ضامن ہے۔ آپ ﷺ نہ کبھی راہ حق سے بھولے کہ غلطی سے بھٹک جائیں اور نہ کبھی بھٹکے کہ غلط راستے کو صحیح جان لیں بلکہ یہ تو وہ ہستی ہے جو اپنی خواہش سے کلام تک نہیں فرماتی صرف وہ فرماتی ہے جو اللہ کی طرف سے وحی کیا جائے۔ (اسرار التنزیل: ج6، ص5)

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى (عبس:1)

ترجمہ: آپ ﷺ پر گراں گزرا اور رخ انور پھیر لیا

چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے اور منہ پھیر لیا ہوا یوں کہ آپ ﷺ کے پاس مکہ کے چند سردار بیٹھے تھے جنہیں آپ ﷺ سمجھا رہے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ ان کو آنکھوں سے نظر نہیں آتا تھا انہوں نے کسی آیت کے بارے سوال کیا اور بار بار جواب پر اصرار کیا جو مناسب حال نہ تھا اس پر آپ ﷺ کے رُخ انور پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے اور رُخ انور ان سے پھیر لیا کہ وہ تو دوسرے وقت بھی استفادہ کر سکتے تھے مجلس میں انہیں مخل نہ ہونا چاہیے تھا۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا یہ اجتہاد درست نہیں لہٰذا اصلاح فرما دی کہ ان کو نفع یقینی تھا جبکہ کفار کا فائدہ موہوم تھا، محض امید تھی کہ مخالفت چھوڑ کر ایمان لے آئیں گے لہٰذا یقینی کو موہوم پر ترجیح دی جائے اس لئے ارشاد ہوا کہ آنے والا معذور تھا کہ اس کی نظر نہ تھی مگر وہ سوال فائدہ حاصل کرنے کے لئے کر رہا تھا........ (اسرار التنزیل: ج6، ص364)

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ٥ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ٥ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ٥

......(الضحیٰ:3 4، 5)

ترجمہ: اے حبیب ﷺ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ (آپ سے) ناراض ہوا اور آخرت آپ کے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے اور آپ کو آپ کا پروردگار وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ چھا جاتی ہے یعنی دن کی روشنی اور رات کی تاریکی گواہ ہیں کہ دن کے بعد رات بھی آسکتی ہے پھر خود رات گواہ ہے کہ جب مکمل ہو چکتی ہے تو تاریکی کم ہونے لگتی ہے۔ اور پھر دن آجاتا ہے یہی حال کیفیات قلب کا بھی ہے کہ کبھی واردات بہت تیز اور روشن ہوتی ہیں یعنی بسط ہوتا ہے اور کبھی قبض کی کیفیت وارد ہوتی ہے اور قبض سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ پھر بسط نہ ہوگا کہ چند روز نزول وحی نہ ہوا تو کفار نے طعنہ دیا کہ رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے تو رب کریم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ آپ سے خفا ہے کہ آپ ﷺ معصوم عن الخطا نبی اور اللہ کے محبوب رسول ہیں۔ خود اللہ نے آپ ﷺ کو ظاہری اور باطنی طور پر ایسے کمالات بخشے ہیں کہ مخلوق میں آپ ﷺ جیسا کوئی دوسرا نہیں تو بھلا آپ ﷺ سے کیوں خفا ہوگا بلکہ آپ ﷺ کی حالت تو ہر آن پہلے سے بہتر ہوتی چلی جائے گی اور مسلسل ترقی نصیب ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کو معبوث ہونے سے لے کر ہمیشہ ہمیشہ ترقی نصیب ہوتی رہے گی کہ دنیا کی زندگی کا ہر لحہ ترقی پذیر تھا جب آپ برزخ میں جلوہ افروز ہوئے تو قیامت تک جہاں کوئی اللہ کا نام لے گا یا نیکی کرے گا اس کا اجر آپ کو بھی جائے گا کہ سب آپ کی تعلیمات ہیں۔ فرشتوں کا درود، خود رب علیٰ کا درود اس کے علاوہ ہے۔ عین میدان حشر میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے ایسے کلمات سکھائے جائیں گے جن سے میں دعا کروں گا۔ وہاں بھی ترقی ہو رہی ہے اور جنت میں تو آپ کی شان بہت بلند ہے ہر جنتی کو ہر لحہ پہلے سے بہتر نصیب ہوگا۔ یہی حال اہل سلوک کا ہوتا ہے کہ ہر آن ترقی پذیر رہتے ہیں بشرطیکہ اللہ اتباع نبوت پہ قائم رکھے کہ ان کی ترقی بوساطت رسول ﷺ ہوتی ہے اور دنیا میں بھی ہر روز ترقی نصیب ہوتی رہی۔ پھر ریاست مدینہ منورہ بنی پھر فتوحات نصیب ہوئیں، کفر تباہ ہوتا چلا گیا اور آپ کا دین ہر روز ترقی کرتا چلا گیا۔ اللہ آج کے مسلمان کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے ورنہ اسلام کی ترقی کا رک جانا ہمارے مسلمان ہونے کو مشکوک بنا رہا ہے۔ اور آپ ﷺ کو آپ کا رب اتنی نعمتیں عطا کرے گا کہ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں امت کو بڑھا کر اور آخرت میں امت کو بخشوا کر۔ (اسرار التنزیل: ج6 ص407)

وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ:7)

ترجمہ: اور آپ کو جستجو میں پایا تو سیدھا راستہ دکھایا۔

عجیب بات ہے کہ یہاں ترجمہ "بھٹکتا ہوا پایا" لکھ دیا جاتا ہے، جس پر بے شمار سوال پیدا ہو جاتے ہیں اگر ترجمہ ہی متلاشی یا جستجو اور تلاش میں لکھا جائے جو درست ہے تو بات صاف ہو جاتی ہے۔ جیسے ہر شے فطری کمال کیلئے بیقرار ہوتی ہے کلی بنتی ہے تو چٹک کر غنچہ بننے کو تڑپتی ہے اور غنچہ پھول بننے کے لئے بیقرار ہوتا ہے ایسے ہی نبی کریم ﷺ کے مزاج گرامی میں ظہور نبوت اور بعثت کے لئے بیقراری رہتی تھی جس کے باعث آپ مہینوں الگ تھلگ ذکر کرتے رہتے اور حرا میں تشریف لے جاتے یہاں اسی کا ذکر فرمایا کہ آپ ﷺ کو جستجو تھی ہم نے منزل عطا کر دی۔ وہ اس کی حکمت تھی یہ اس کا انعام۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو (اے حبیب ﷺ!) تمام

جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کو تو ہم نے سب جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنایا ہے اور آپ ﷺ کی ہر ادا رحمت الٰہی کا ایک روپ ہے۔ آپ ﷺ کی ہر سنت انعامات باری کا سبب ہے اور آپ ﷺ کا وجود مسعود ہی انوار و تجلیات کا برستا ہوا بادل ہے۔ جہاں جہاں کوئی کرشمہ رحمت کا ہے آپ ﷺ کا ذریعہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ جو اس سے محروم ہے اس کا سبب اس کا آپ کی ذات سے دوری ہی تو ہے۔ اللہ کا یہ کرم کہ انسانوں کو یہ شرف بخشا کہ آپ ﷺ فخر انسانیت ہیں ان کو سارے جہاں سے ممتاز کر رہا ہے۔ اگر وہ پھر بھی آپ کی برکات سے محروم ہیں تو ان سا بد نصیب کون ہوگا۔ اب بھلا آپ ﷺ کے بعد وہ کسے چاہیں گے ایسا محبوب کہاں سے لائیں گے جو ظاہر و باطن، ہر کمال میں صرف اور صرف اللہ کے بعد سب سے اعلیٰ اور مخلوق میں بے مثل ہو (اسرار التنزیل: ج4، ص329.)

مزید تفصیل کے لئے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی "معارف القرآن"، مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنی کی "انوار البیان (ج 4)" کا مطالعہ فرمائیں۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف:157)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔

جب آپ ﷺ سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء آپ ﷺ کی خبر پہنچاتے رہے اور اپنی اپنی امت سے آپ ﷺ پر ایمان لانے کا مطالبہ فرماتے رہے نیز یہ اقرار بھی لیتے رہے کہ اگر تم میں سے کوئی آپ کا زمانہ پائے یا تمہاری اولادوں میں سے تو آپ ﷺ کی اطاعت اختیار کرے پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے اعلیٰ منازل اور درجات کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ سب سے بلند منازل تو انہیں کو نصیب ہوں گے جو نبی ﷺ کا زمانہ پا کر ایمان سے سرفراز ہوں گے اور یہاں آپ ﷺ کی محبت اور غلامی کو ہی کمال دین اور منتہائے کمال قرار دیا۔ تو ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ بھی اعلان فرما دیجئے کہ اے اولاد آدم علیہ السلام! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ جب پہلوں کے لئے ماننا ضروری تھا تو بعثت کے وقت اور پھر ہمیشہ کے لئے تمام انسانوں کے لئے ایمان لانا ضروری ٹھہرا لہٰذا آپ ﷺ اعلان فرما دیں کہ میں کسی ایک قوم یا کسی خطہ زمین یا کسی مخصوص زمانے کے لئے نہیں بلکہ تمام اولاد آدم علیہ السلام کے لئے اور سب زمانوں کے لئے اللہ کا رسول ﷺ ہوں وہ عظیم الشان رسول ﷺ کہ پہلے لوگ اپنے نبیوں کی وساطت سے مجھ پر ایمان لائے اور بعثت کے بعد ہر اس انسان کے لئے جو تیرا نام اور پیغام سنے، ایمان لانا فرض ہو گیا اور نہ لانے والا کافر ٹھہرا۔ (اسرار التنزیل: ج2، ص 430-429) مزید تشریح کے لئے اسرار التنزیل ملاحظہ فرمائیں۔

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان:1)

ترجمہ: بڑی بابرکت ذات ہے جس نے اپنے (خاص) بندے (حضرت محمد ﷺ پر یہ فیصلہ کرنے والی کتاب (قرآن) نازل فرمائی تاکہ وہ تمام جہان والوں کو (انجام بد سے) ڈرانے والے ہوں۔

اللہ کریم بہت ہی برکت والے اور خیر کے مالک ہیں جنہوں نے اپنے بندے حضرت محمد رسول ﷺ پر ایسی کتاب نازل فرمائی جس نے حق کو حق اور باطل کو باطل قرار دے کر دونوں میں حد فاصل قائم کر دی اور تمام جہانوں کو ان کے غلط کاموں کے خطرناک انجام سے اللہ کے رسول ﷺ

نے بروقت مطلع فرمادیا کہ آپ ﷺ کی نبوت نہ صرف سارے جہان کے لئے ہے بلکہ سب جہانوں کے لئے ہے۔ ہاں مکلف مخلوق یعنی انسان اور جن اطاعت احکام کے مکلف ہیں اور باقی ساری مخلوق بھی آپ کا وہی ادب و احترام کرتی ہے جو ایک امتی کو اپنے نبی کا کرنا ضروری ہے۔ گذشتہ سورۃ میں آپ ﷺ کی نافرمانی پر عذاب اور فتنہ کی وعید تھی یہاں یہ سمجھا دیا گیا کہ انسان تو ویسے مکلف ہے پھر مسلمان نے کلمہ پڑھ کر اطاعت کا وعدہ کرلیا ہے اب وہ اطاعت نہ کرے تو کیسے بچ سکے گا جب کہ اللہ کی ساری مخلوق کے لئے آپ ﷺ کی نبوت ہے جو بھی اور جب بھی نافرمانی کرے گا عذاب اور گرفت میں آجائے گا۔ کفار ایمان نہ لائے تو ہمیشہ کے لئے دوزخ ان کے حصے میں آئی مومن اطاعت نہ کرے گا تو ذلیل ہوگا۔ (اسرار التنزیل: ج4، ص425)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الم نشرح: 1 تا 4)

ترجمہ: کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور آپ سے آپ کا بوجھ بھی اتار دیا جس نے آپ کی پیٹھ توڑ رکھی تھی اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

آپ ﷺ کا سینہ مبارک علم و حلم کے لئے اس قدر وسیع کر دیا کہ دنیا کے تمام حکماء مل کر بھی اس کی وسعتوں کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ قیامت تک کی ساری انسانیت کو دنیا و آخرت کے ہر مسئلے کا حل اور ہر سوال کا جواب عطا فرمایا اور اس کی خاطر اس قدر مشکلات برداشت کیں اور صدمات جھیلے کہ آپ ﷺ ہی کی شان ہے اور آپ ﷺ کے لئے وہ عظیم ذمہ داری کہ ساری انسانیت کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور ظلم کو روک کر حق کا نفاذ، کفر کو پھاڑ کر توحید کی روشنی مہیا کرنا اتنا بڑا بوجھ تھا کہ اس نے کمر دوہری کر دی مگر ہم نے آسان کر دیا اور آپ ﷺ کے نام نامی کو بلند کر دیا کہ اپنے نام کے ساتھ کلمے کا جزء بنادیا جو اسلام میں داخلے کا راستہ ہے۔ ہر اذان میں فضاؤں میں ہمیشہ گونجتا رہے گا اور آپ ﷺ کی بعثت کے بعد جہاں کہیں انسانی کمالات یا مشاہیر عالم کا تذکرہ ہوگا سب سے اوپر آپ ﷺ کا نام مبارک ہوگا۔ ہر مشکل ہی آسانی لاتی ہے اور محنت کے ساتھ پھل ہوتا ہے۔ (اسرار التنزیل: جلد6، ص409۔410)

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر: 108)

(اے حبیب ﷺ!) بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی تو آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں یقیناً آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔ ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا کی اگرچہ آخرت اور جنت میں ایک حوض کا نام بھی کوثر ہے مگر یہاں خیر کثیر بھی مراد ہے کہ کل خیر صرف آپ ﷺ کے پاس ہے اور آپ ﷺ کا دامن چھوڑ کر کہیں بھی خیر کا تصور نہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ اللہ کی عبادت و اطاعت کیجئے اور اس کی راہ میں قربانی کہ عرب میں اونٹ بہت پیارا تھا اور اس کی قربانی کو نحر کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ پوری زندگی کا نظام عبادت میں ڈھل جائے اور مال و زر کی محبت اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ بیشک آپ ﷺ کے دشمنوں کا نشان مٹ جائے گا مگر آپ ﷺ کا نام نامی قیامت تک گونجتا رہے گا کہ مشرکین نے طعنہ دیا تھا کہ آپ ﷺ کی اولاد نرینہ نہیں ہے آپ ﷺ کا نام ختم ہو جائے گا تو فرمایا کہ تم اور تمہاری نسلیں ختم ہو جائیں گی جبکہ ان کی برکات ہمیشہ دلوں کو روشن اور سینوں کو منور کرتی رہیں گی اور فضا ہمیشہ آپ ﷺ کے نام کی عظمت سے گونجتی رہے گی بیشک میدان حشر ہی کیوں نہ ہو کہ شفاعت کبریٰ بھی آپ ﷺ کا مقام ہے۔ (اسرار التنزیل: ج6، ص425)

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و الہ
واصحابہ اجمعین

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک پر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی کا بیان

31-7-10

حق تعالیٰ کے ادراک بالکنہ کا امتناع مطلقاً اور رویت کی نفی دنیا میں

''قولہ تعالیٰ: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (الانعام:103)

ترجمہ: اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی۔

اگر بصر کو عام کہا جاوے بصر حسی اور بصیرۃ کو جیسا راغب نے کہا ہے تو ادراک کی تفسیر علم بکنہ کے ساتھ ساتھ ہوگی اور حکم عام ہوگا۔ دنیا و آخرت کو اور اگر بصر کو جارحہ کے ساتھ خاص کہا جاوے تو مراد نفی رویت کی ہوگی۔ دنیا میں چنانچہ روح میں حسن سے یہی قید دنیا کی منقول ہے''۔

....

فرماتے ہیں اگر مطلق نظر کو کہا جائے کہ انسانی نظر کبھی حق تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتی پھر تو نہ دنیا میں ممکن نہ آخرت میں۔ آخرت میں بھی تو آخر نظر انسانی ہی ہوگی لہٰذا یہ درست نہیں لیکن بصر کو جارعہ کے ساتھ خاص کہا جائے یعنی دیکھنے والے یا استعمال کرنے والے کے ساتھ خاص کیا جائے کہ ایک خاص حالت میں نہیں دیکھ سکتی دنیا میں اس میں یہ قوت نہیں ہے اور آخرت میں چونکہ عالم بدل جائے گا۔ جہان بدل جائے گا نظر بھی بدل جائے گی تو وہاں مومنین کو اللہ کی زیارت ہوگی۔

....

کسی کی اصلاح کے درپے نہ ہونا

''قولہ تعالیٰ: وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (الانعام:104)

ترجمہ: اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں۔

اور اس کے بعد یہ قول وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اس میں اہل طریق کے اس معمول پر دلالت ہے کہ حق ارشاد ادا کر کے پھر کسی کے درپے نہیں ہوتے''۔

....

یعنی جنہیں اللہ نے کیفیات سے نوازا ہے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے اور برکات ان کے سینے میں بھر دی ہیں وہ پہنچانے تک کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہ کوشش کرتے ہیں کہ بات ان تک پہنچ جائے لیکن وہ لٹھ لے کر کسی کے پیچھے نہیں پھرتے کہ ضرور بات مانو۔ منوانا نہ منوانا یہ اللہ کا کام ہے۔ اور جن کے پاس کیفیات نہیں ہوتیں وہ اس فکر میں مبتلا رہتے ہیں کہ جتنی مریدوں کی تعداد بڑھ جائے گی اتنی شیرینیاں زیادہ آئیں گی۔ وہ ایک ایک بندے کے پیچھے لپک رہے ہوتے ہیں۔ پیچھے بندے لگائے ہوتے ہیں اس کو بھی پکڑ لاؤ، اس کو بھی پکڑ لاؤ۔ اس سے مراد دنیا ہوتی ہے دین نہیں ہوتا اور جن کا مراد دین ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے جو بات پہنچانی ہوتی ہے وہ پہنچا دیتے ہیں اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

....

کسی طاعت سے بوجہ مفضی الی المفسدۃ ہونے کے منع کر دینا

''قولہ تعالیٰ: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ (الانعام:108)

ترجمہ: اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر

عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

اس میں دلالت ہے کہ اگر کوئی طاعت کسی معصیت کا سبب بن جاوے اور وہ طاعت واجب نہ ہو تو اس طاعت کو ترک کر دیا جاوے اور اسی جگہ سے اہل ارشاد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے امور سے منع کر دیتے ہیں جو ظاہراً طاعت معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی نظر میں وہ مفضی الی المفاسد ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں سمجھتے''۔

....

یعنی بعض بزرگ مباحات سے بھی روک دیتے ہیں کہ یہ کام نہ کرو۔ اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کام کرے تو شائد وہ اسے آگے کسی گناہ کی طرف لے جائے گا۔ تو بزرگ اس چیز سے روکتے بھی ہیں بظاہر اً شرعاً اس کی اجازت بھی ہو تو اس کام سے روکتے ہیں کہ یہ کام ایسا ہے کہ اسے آگے گناہ کی طرف نہ لے جائے اس کی نظیر اس آیہ کریمہ میں موجود ہے۔ اسمیں یہ فرمایا گیا کہ تم بتوں کو گالیاں نہ دو کہ وہ بوجہ جہالت اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ بتوں کو بھلا برا کہنا، ان کا رد کرنا تو ضروری ہے لیکن اس انداز سے رد نہ کرو کہ تم گالیاں دینا شروع کر دو۔ جس کے جواب میں بت پرست اللہ کی شان میں گستاخی شروع کر دیں۔ تو اس سے اللہ نے روک دیا۔ فرمایا بعض نیک کام ہوتے ہیں۔ بظاہر نیک ہوتے ہیں۔ کسی فرض یا واجب سے کوئی بزرگ نہیں روکتا۔ ایک کام واجب نہ ہو مباح ہو کرے تو بھی جائز ہے نہ کرے تو بھی جائز ہے اور کرے تو بہت مستحسن ہے، نیک ہے۔ تو بعض اوقات اس سے اس لئے روک دیا جاتا ہے کہ اس سے آگے کوئی مفسدہ پیدا نہ ہو۔

....

شیخ میں خوارق کا تلاش نہ کرنا

''قولہ تعالیٰ: وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ قولہ تعالیٰ وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَىْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا (الانعام: 109-110-111)

ترجمہ: اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آ جاوے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آویں۔ الخ

''مجموعہ میں دلالت ہے کہ خوارق کے معائنہ سے نفع لازم نہیں پس ان کا طلب کرنا ہدایت کا طریق نہیں بلکہ اس کا طریق بینات کا اتباع ہے۔ (پس شیخ میں بھی کرامات کا متتبع نہ کرے اس کے کمال علم و عمل کی تحقیق کے بعد اس کا اتباع کرے''۔

....

فرمایا کفار بعض اوقات معجزے طلب کرتے تھے تو اللہ کریم نے فرمایا کہ یہ معجزات انہیں دکھا بھی دیئے جائیں تو جو یہ وعدہ کر رہے ہیں کہ پھر ہم ایمان لے آئیں گے یہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ یہ ہدایت کے لئے معجزہ طلب نہیں کر رہے محض امتحاناً طلب کر رہے ہیں کہ شائد ان سے ایسا نہیں ہو سکے گا تو ہمیں ایک بہانہ مل جائے گا۔ یہ اس لئے نہیں کر رہے کہ ایمان لے آئیں گے۔ تو فرمایا شیخ کی بھی کرامات کا اتباع نہ کرے۔ کہاوت ہے کہ پیر نہیں اُڑتے مرید انہیں بہت اڑاتے ہیں۔ اتنی کرامات شیخ نہیں بیان کرتے جتنی مرید اپنے پیر کی کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ تو فرمایا کرامتیں سن کر کسی پیر کے پیچھے نہ پڑیں بلکہ اس کا عمل اور علم دیکھیں۔ کمال علم و عمل کی تحقیق کے بعد اس کا اتباع کرے۔ یعنی اس کا علم

دیکھے اس علم کے مطابق اس کا عمل دیکھے پھر اس کا اتباع کرے۔

....

کشف والہام کا حجت نہ ہونا خصوصی ذات وصفات کے احکام میں

"قولہ تعالیٰ: اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنۡ هُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ (الانعام:116)

ترجمہ: وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں۔

مراد اس ظن سے وہ ظن ہے جو کسی دلیل شرعی کی طرف مستند نہ ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ باب احکام میں کشف والہام حجت نہیں خاص کر ان کا جزم کرنا تو بالکل ہی باطل ہے"۔

....

کسی کو کوئی کشف ہوا اور وہ سمجھ لے کہ یہ قطعی حقیقت ہے فرمایا یہ تو سرے سے باطل ہے۔اور بڑی دفعہ میں یہ بات کر چکا ہوں لیکن جنہیں کوئی تھوڑا بہت کشف ہوتا ہے وہ شیخی بھگارنے سے رہتے نہیں اور یہ اتنا سم قاتل ہے کہ اگر میں گننا چاہوں تو آپ کو بڑی سی فہرست بتا سکتا ہوں کہ میرے ساتھ جو لوگ رہے انہیں مشاہدات ہوئے پھر انہوں نے اپنے کشف لوگوں پر ظاہر کر کے اپنی چوہدراہٹ بنائی اور شیخ بنے۔ کسی سے پاؤں دبوا رہے ہیں کسی سے کندھے دبوا رہے ہیں۔ پھر ہم نے ان کو خاک میں اڑتے دیکھا۔ یہ سم قاتل ہے۔اگر اللہ نے کسی کو کشف ومشاہدہ عطا کیا ہے تو اس کے او راللہ کے درمیان بات ہے۔ نبیؐ کی ذات ایسی ہوتی ہے کہ اس کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، اس کا کشف بھی وحی ہوتا ہے اور ساری امت مکلف ہوتی ہے اس کو ماننے کی۔ ولی کو اگر کشف ہوتا ہے تو وہ اللہ کی عطا ہے۔ وہ خود مکلف ہے۔ اگر اس کا کشف شریعت کے خلاف ہے تو کشف ہی باطل ہے اسے غلطی لگی ہے۔ اگر جس بات کا اسے کشف ہوا وہ شریعت کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرنے کا وہ خود ایک بندہ مکلف ہے۔ اور اگر عمل نہیں کرے گا تو دنیاوی نقصان ہوگا آخرت میں عذاب نہیں ہوگا۔ نبیؐ کے کشف پر عمل نہیں کرے گا تو دنیا بھی جائے گی آخرت بھی جائے گی۔ ولی اپنے کشف پر عمل نہیں کرے گا تو آخرت کا عذاب نہیں ہوگا دنیاوی نقصان ہوگا۔ تو دوسرا کوئی کسی کے کشف پر عمل کیوں کرے گا؟ پھر مجھے ان لوگوں کی سمجھ نہیں آتی جو کشفیوں سے پوچھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیوں پوچھتے ہیں؟ اس لئے کہ انہیں اللہ پر اعتبار نہیں ہے۔ شیخ پر اعتبار نہیں اپنے سلسلے پر اعتبار نہیں۔ کیا کمی ہے کہ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں نے اگلے روز بھی یہاں بات کی تھی کہ میرا ایک عزیز یہاں تھا۔ بے چارے کو کوئی تکلیف تھی۔ ڈاکٹر آیا دوائی دے گیا۔ تو ہفتہ یہاں رہا تو ہفتہ بھر اس نے دوائی نہیں کھائی۔ تو تکلیف بڑھتی گئی۔ اس کے بھائی کو میں نے کہا کہ پنڈی لے جاؤ۔ پنڈی لے گئے۔ میں نے ڈاکٹر سے پوچھا اس کی تکلیف کیوں بڑھ گئی؟ اس نے کہا اس نے ہفتہ بھر دوائی نہیں کھائی۔ دوائی کیوں نہیں کھائی؟ اس لئے کہ وہ ساتھی کشف کر کے بتاتے تھے کہ یہ دوائی تجھے مفید نہیں ہے۔ تجھے تکلیف اور ہے۔ تجھے تکلیف جنات کی ہے، تجھے فلاں تکلیف ہے، ڈاکٹر بے وقوف ہے جو تجھے دوائی دے رہا ہے۔ کاش مجھے پتہ چلتا وہ کون ساتھی ہے جو اسے بتاتا رہا۔ میں اسے بھگاتا بھی اور مارتا بھی۔ خدا کے بندو رات دن جو بات بتا رہے ہیں اس پر غور نہیں کرتے۔ اللہ بڑا ہے۔ تم بڑے کہاں سے پیدا ہو گئے۔ مولانا تھانویؒ نے ایک قصہ لکھا ہے کہ وسطی ہندوستان اور بنگال کے درمیانی علاقہ میں کرنافلی

پیپر مل پہلے پہلے انگریزوں نے لگائی تھی یہ پہلی پیپر مل تھی ہندستان کی۔ بڑا جنگل تھا گھاس سے وہ گتا نما کاغذ بناتے تھے۔ بہت دور دراز علاقہ تھا۔ لوگ جاہل تھے، جنگلی تھے۔ تو مولانا لکھتے ہیں وہاں کوئی مولوی پھرتا پھراتا پہنچ گیا۔ تو اس نے وعظ کیا۔ لوگ سنتے رہے نام کے تو مسلمان تھے ہی تو وہ جب چلا گیا۔ بعد میں وہ لوگ گھر لوٹے جو ریوڑوں کے ساتھ یا ہل چلانے یا مزدوری پر گئے ہوئے تھے وہ اپنی چوپالوں میں بیٹھے اور جلسے میں شامل ہونے والوں سے پوچھا کہ بھئی بڑا جلسہ تھا مولوی کیا کہتا تھا؟ ہمیں بھی بتاؤ۔ انہوں نے کہا ساری بات تو یاد نہیں ایک بات یاد ہے۔ وہ کہتا تھا اللہ بڑا، اللہ کا رسول ﷺ بڑا ہے کہنے لگے اچھا یہ تو آپ نے دو بڑے کر دیئے۔ اس نے یہ بھی بتایا ہوگا ان دو میں سے کون بڑا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ یہ یاد ہے کہتا تھا اللہ بڑا ہے رسول بڑا ہے لیکن یہ اب یاد نہیں کہ ان دونوں میں کون بڑا ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو بڑی مصیبت ہے کسی سے پوچھا جائے۔ ایک بڑھیا تھی پتہ نہیں اس کا نام کیا تھا مجھے نام یاد نہیں مولانا نے تو نام بھی لکھا ہے۔ تو اس کے پاس گئے کہ بھئی یہ مصیبت بن گئی ہے کہ مولوی آیا تھا وہ کہہ گیا ہے کہ اللہ بڑا ہے رسول ؐ بڑا ہے۔ اب ہمیں یہ سمجھ نہیں آرہی کہ ان دونوں میں بڑا کون ہے۔ تو بڑھیا زاروقطار رونے لگی تو انہوں نے کہا اماں تو نے رونا شروع کر دیا اس نے کہا کہ میری اتنی عمر ہوگئی نوے برس ہوگئی آج تک سارا گاؤں میرا نام لیتا تھا یا میرے میاں کا نام لیتا تھا کہ وہ بڑا ہے۔ یہ بی بی بڑی ہے۔ آج تم نے اور بڑے کہاں سے نکال دیئے؟ آج تک تو ہمارے علاوہ کوئی بڑے نہیں ہیں۔ تو یہ کشفیوں کو وہ بی بی بننے کا شوق ہے یا اس کا میاں بننے کا کہ ہم بڑے بن جائیں۔ میاں اللہ بڑا ہے آپ بڑے نہیں ہیں۔ اگر اللہ نے کوئی روشنی کوئی سمجھ دی ہے تو اسے اپنے تک رکھو یہ اللہ کی امانت ہوتی ہے۔

مولانا بڑے مزیدار قصے لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں ایک جگہ گیا ایک بی بی کو وضو سکھایا، نماز یاد کرائی دو سال بعد پھر وہاں جانا نصیب ہوا تو اس سے پوچھا تو اس نے کہا کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ آپ کے بعد الحمدللہ پانچوں نمازیں پڑھتی ہوں۔ تو فرماتے ہیں میں نے پوچھ لیا وضو کا طریقہ بھی یاد ہو گیا تھا؟ اس نے کہا وضو تو وہی ہے جو آپ کرا کے گئے تھے۔ وہ تو مجھے یاد نہیں رہا۔ وہی جو آپ نے دو سال پہلے کرایا تھا وہی وضو چل رہا ہے۔ تو فرمایا اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ اپنے قیاس کے پیچھے بھاگتے ہیں اور فضول باتیں کرتے ہیں۔ تو ولی کا کشف کبھی اس کا خیال بھی ہوتا ہے کبھی شیطانی القا بھی ہوتا ہے۔ تو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر وہ شریعت کے مطابق ہے تو پھر کشف ہے اگر وہ شریعت کے مطابق ہے تو اس کے ماننے کا مکلف صرف وہ بندہ ہے جو خود صاحب کشف ہے دوسرا نہیں۔ اگر دوسرے اس کا کشف ماننے لگ جائیں تو ولی اور نبی ؐ میں فرق کیا رہ جائے گا۔ ساری امت مکلف ہے نبی ؐ کا کشف ماننے کی اور ولی اپنے کشف کا خود مکلف ہے اور اگر اپنے کشف پر ولی بھی عمل نہ کرے تو دنیا کا نقصان ہوگا اخروی عذاب نہیں ہوگا۔ ایسا کشف تو ولی کو نہیں ہوتا جس پر عمل نہ کیا جائے تو آخرت برباد ہو۔ تو پھر یار یہ جو پوچھنے والے ہیں اللہ انہیں ہدایت دے یہ ہی چھوڑ دیں یا یہ جو بی بی کی طرح بڑا بننے کا شوق ہے صاحب کشف ہو تو تھوڑا اپنے کو دھیمار کھ لیں۔

....

غلوفی الذہد کی مذمت

"قولہ تعالیٰ: وَ مَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَاسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ (الانعام:119)

ترجمہ: اورتم کوکون امر اس کا باعث ہوسکتا ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو روح میں امام ابو منصور سے منقول ہے کہ بعضے مسلمان تقشف وزہد کے سبب بعض طیبات کو نہ کھاتے۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ پس اس میں ممانعت ہے غلوفی الزہد سے جیسے بعض جاہل صوفی کرتے ہیں''۔

....

یعنی اللہ کی حلال کردہ چیزیں نہ کھانا یہ کوئی نیکی اور پارسائی نہیں ہے۔ بعض لوگ کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں سمجھتے ہیں ہم بہت پارسا ہیں۔ فرمایا یہ پارسائی نہیں ہے۔ ہاں کوئی چیز طیب نہ ہو پاکیزہ نہ ہو حلال نہ ہو وہ نہ کھانا نیکی ہے۔ لیکن طیب اور پاک چیزیں اس خیال سے چھوڑ دینا کہ انہیں نہ کھانا پارسائی ہے۔ فرمایا یہ غلو ہے زہد نہیں ہے۔ یہ پارسائی نہیں ہے۔

....

معاصی قلب کا اثبات

''قولہ تعالیٰ: وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ (الانعام:120)

ترجمہ: اورتم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ و اور باطنی کو بھی چھوڑ و۔

اس سے معلوم ہوا کہ گناہ جس طرح جوارح سے ہوتے ہیں اسی طرح بعضے گناہ قلب سے ہوتے ہیں''۔

....

فرمایا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جس طرح ہاتھ پاؤں سے، زبان سے، نظر سے بندہ گناہ کرتا ہے اسی طرح گناہ قلب سے بھی ہوتے ہیں۔ غیر اللہ کی محبت، غیر اللہ کی طلب، اللہ کو بھول جانا یہ قلب کے گناہ ہیں اللہ فرماتا ہے اعضاء وجوارح کے گناہ بھی چھوڑ دو، قلب کے گناہ بھی چھوڑ دو۔

....

معرفت کا نور ہونا

''قولہ تعالیٰ: اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ (الانعام:122)

ترجمہ: ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے۔

اس میں طریق حق کی معرفت کو نور فرمایا اور یہ اطلاق قوم کی زبان پر دائر سائر ہے''۔

....

فرمایا اہل حق اور ان کے ساتھ شامل ہونے کی مثال اللہ نے یہ دی ہے کہ جیسے کوئی مردہ ہو پھر کسی شیخ سے اسے اللہ کا نور، انوارات قلبی نصیب ہوں تو اسے حیات بھی نصیب ہوگئی اور ایک روشنی بھی نصیب ہوگئی کہ معاشرے میں اگر ظلمت وتاریکی ہے تو اس کے پاس دل کا نور ہے۔ وہ اس سے راستہ تلاش کر کے حق کے راستے پر چلتا رہتا ہے۔ لوگ بے شک کتنی رسومات ایجاد کر لیں، کتنے رواج بنا لیں وہ ان کا اسیر نہیں ہوتا بلکہ شریعت کا اتباع کرتا ہے۔

....

استعداد کا فیض کے لئے شرط عادی نہ ہونا

''قولہ تعالیٰ: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام:124)

ترجمہ: اس موقعہ کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے۔

یعنی منصب رسالت کا مدار کثرت مال واولاد اور سامان دنیوی نہیں ہے بلکہ کمال استعداد ہے جس سے نفس قدسیہ پر رسالت کا فیضان ہوجاتا ہے۔ کذافی الروح

ملخصاً (پس اس میں دلالت ہوئی کہ استعداد فیضان کی شرط عادی ہے)"۔

....

فرمایا ایک تو ہوتا ہے برکات کا نصیب ہونا اور ایک ہوتا ہے انہیں حاصل کرنا۔ یہ حاصل کرنے کی استعداد اللہ کریم خود دیتے ہیں۔ جس طرح نبیؑ وہ اپنی پسند سے بناتا ہے کسی مجاہدے سے وہ نبیؑ نہیں بنتا اسی طرح طالب حق کو بھی چاہیے کہ اللہ کے ساتھ اپنا معاملہ خالص رکھے۔ جتنا خلوص بڑھتا جائے گا اللہ اس میں اتنی استعداد پیدا کردے گا۔ اس کو اتنی برکات بھی نصیب ہوں گی۔ تو وہ استعداد اللہ دیتا ہے۔ شیخ تو سب پر ایک جیسی توجہ کرتا ہے وہ چن کر نہیں کرتا کہ یہ جو قریب بیٹھا ہے اس پر زیادہ کرے اور وہ اس کونے میں بیٹھا ہے اس پر نہ کرے۔ بلکہ ایک وقت میں روئے زمین پر ذکر ہوتا ہے ہر ایک کو توجہ مل رہی ہوتی ہے۔ قبولیت کی استعداد اللہ دیتا ہے۔ جتنا بندے کا اس کے ساتھ خلوص بڑھتا جائے استعداد بڑھتی جاتی ہے۔

....

بسط وقبض عقلی

"قولہ تعالیٰ: فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا (الانعام:125)

ترجمہ: سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو اصلاح کے لئے کشادہ کردیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں۔
اسمیں اثبات ہے بسط وقبض کے بعض اقسام کا اور وہ قبض وبسط عقلی ہیں اور یہی دونوں باب سلوک میں اصل ہیں۔ (اور بسط وقبض طبعی غیر معتد بہ ہیں)"۔

....

فرمایا بسط وقبض عقلی بھی ہوتا ہے کہ کوئی ایسی خطا ہوجائے کہ اس کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ اس کے شعور سے ہی ان برکات کی اہمیت کو ختم کردے یا اس سے ایسے خلوص سے کوئی عمل ہوجائے کہ اس کے دل کو برکات سمیٹنے کے لئے کشادہ کردے۔ تو لہٰذا اس بات پر دھیان پورا ہونا چاہیے کہ معاملہ اللہ کے ساتھ کھرا رہے۔ فوراً ذکر کرے اللہ سے معافی مانگے آئندہ اسے نہ دہرانے کا عہد کرے۔

....

غنی کی اس تفسیر کا بطلان کہ مصالح عباد کی پرواہ نہیں فرماتے

"قولہ تعالیٰ: وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ (الانعام:133)

ترجمہ: اور آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے۔
ذو الرحمۃ کا بڑھا دینا ابطال ہے اس زعم کا کہ بعضے اغنا کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ بندوں کی مصلحت کی پرواہ نہیں فرماتے اور اس میں بہت سے خواص بھی مبتلا ہیں"۔

....

یعنی بعض لوگوں کا خیال ہے ہمارے ہاں پنجابی میں بھی کہتے ہیں "اللہ بڑا بے پرواہ اے" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ فرمایا اللہ فرماتے ہیں میں بے نیاز ہوں، غنی ہوں لیکن میں بہت رحیم ہوں۔ اپنے بندوں کی پرواہ کرتا ہوں، مخلوق کو پالتا ہوں، جو نہیں مانتے انہیں بھی روزی دیتا ہوں، ایک وقت تک کے لئے انہیں بھی مہلت دیتا ہوں۔ محتاج کسی کا نہیں ہوں۔ اس کے باوجود اپنے بندوں کا لحاظ رکھتا ہوں۔ یہ کہنا کہ اللہ بے پرواہ ہے درست نہیں ہے۔

....

جلسہ بعثت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

گزشتہ سے پیوستہ (فیصل آباد) خطاب: ملک عبدالقدیر اعوان 19-02-2012

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور اپنی زندگیوں میں جنہوں نے بعثت رحمت عالی کے احکامات نافذ کیے آمَنُوۡا تک تو ولادت منانے والوں میں ہم بھی شامل ہیں لیکن جب وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی بات آئے گی تو ان خوشیوں کے ساتھ بعثت رحمت عالی منانا پڑے گی تب ہم اللہ کے وعدے تک پہنچیں گے کیا وعدہ فرمایا رب العالمین نے؟ وعدہ فرمایا مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّ اَجۡرًا عَظِيۡمًا اللہ ان کی مغفرت فرمائے گا اللہ ان کی غلطیاں، کوتاہیاں معاف فرمائے گا اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے گا اب بات منسوب ہے رب العالمین سے، وعدہ ہے رحمت باری کا، اُس کی ذات کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے انسانی فطرت ہے تخلیقی کمزوری ہے یہ انسان کی، انسان ان چیزوں کو مانتا ہے جن کو وہ چھو سکے، جس چیز کو وہ دیکھ سکے، جس چیز کو وہ سن سکے اولیا اللہ میں سے ایک بزرگ سے متعلق ایک واقعہ ملتا ہے وہ قریب المرگ تھے اُنہوں نے زندگی منطق پر بسر کی ہر بات کی وہ منطق ڈھونڈتے تھے کہ یہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اس کے سبب کیا ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ وہ جب قریب المرگ تھے تو انہوں نے اپنے شیخ کو پکارا کہ میرے شیخ کو بلایا جائے اور جب ان کے شیخ کو بلایا گیا تو انہوں نے فرمایا، کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے میں نے بڑی توبہ کی تھی اس منطق کو میں نے چھوڑ دیا، آپ کے قدموں میں بیٹھ کر میں نے تزکیہ نفس کیا اللہ کو یاد کیا ذکر الٰہی سے اپنی زندگی اور اپنی زندگی کے لمحوں کو مزین کیا لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا وقت قریب ہے اور ملک الموت آنے کو ہے تو شیطان مردود میرے سامنے آ گیا مجھے کہتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ اللہ ایک ہے مجھے جواب دو مجھے سمجھاؤ کیا لاجک (Logic) ہے تمہارے پاس، کیا منطق ہے تیرے پاس ثابت کرو کہ اللہ ایک ہے وہ فرماتے ہیں میں اسے سو (۱۰۰) مثالیں دے چکا ہوں کہ اللہ وحدہٗ کی ذات ایک ہے یہ پھر کوئی نہ کوئی بہانہ گھڑ لیتا ہے تو حضرت! مجھے شک ہے کہ میں اس کی اس ضد میں ہار جاؤں گا اور میں یہ ثابت نہیں کر سکوں گا کہ اللہ کی ذات ایک ہے اور میری سانسیں ٹوٹنے کو ہیں اور کہیں ایسا نہ کہ میں بغیر ایمان کے اس دنیا سے اٹھایا جاؤں، آپ مسکرائے اور فرمایا! اس ذلیل کو ایک جواب کیوں نہیں دیتے کہ اللہ کی ذات وحدہٗ لاشریک اس لیے ہے کہ یہ ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا۔

جو آیہ کریمہ میں نے حوالۂ ضمن میں آپ سے عرض کی تھی کہ اللہ نے خصوصی انعام فرمایا ہے بندۂ مومن پر بعثت رحمت عالی کا اور تب اس کے انداز کو اگلی آیہ کریمہ کو دیکھیں تو اس میں فرائض نبوت ملتے ہیں فرائض نبوت میں پہلا حصہ ایمان کا ہے يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ شرائط ایمان کے ساتھ کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ ایمان قبول کریں لیکن دل سے، آپ تصدیق بالقلب

کی علماء سے بات سنتے ہیں تب بات آجاتی ہے یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ آیٰتِہٖ شرائطِ ایمان بیان فرمائیں وَ یُزَکِّیْھِمْ اوران کے تزکیہ نفوس فرمایئے تزکیہ نفس فرمانا شرائط ایمان کے ساتھ دوسرا فرض ہے اللہ کے حبیب کے فرائض میں سے، تزکیہ نفس وہ حصہ ہے جو شرائط ایمان پر انسان کو اس قابل کرتا ہے کہ انسان تصدیق بالقلب کے درجے کو پہنچتا ہے یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ پھر وہ بات آجاتی ہے کتاب وحکمت کی اَب کتاب وحکمت میں ہمارے معمولاتِ زندگی آتے ہیں تو سمجھ آتی ہے کہ تو شرائط ایمان کے ساتھ جب تزکیہ نفس ہو جاتا ہے تو معمولات زندگی میں انسان وہ انداز اپناتا ہے جو پسند فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ نے۔ تو فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو روزی کی تلاش ہے ہم بچوں کی ساری زندگی، پچیس تیس سال تک کی زندگی دنیاوی تعلیم پر کیوں بسر کرتے ہیں؟ کیوں محنت کرتے ہیں، والدین ساتھ خود پسے ہیں بچہ سارا سارا دن پڑھ رہا ہے اس کے ساتھ ٹیوٹر لگے ہوئے ہیں کس لیے؟ اس لیے کہ یہ زندگی میں کامیابی کے ساتھ اپنا وقت بسر کر سکے، تو جب تیس سال تک وہ پڑھتا ہے تو اسے کسی جاب کسی بزنس میں ہم ڈالتے ہیں آنے والے پندرہ بیس سال اس کی محنت میں وہ صرف کرتا ہے تو جب کہیں کسی مقام پر پہنچتا ہے آج کی اوسط زندگی پنتیس سے چالیس سال کی ہے پھر وہ اس سے کراس (Cross) کر چکا ہوتا ہے اور وقت معین آجاتا ہے اور وہ زندگی سے روانہ ہو جاتا ہے ہم اس زندگی کی فرصت میں کیوں نہیں سوچتے کہ ہمیں اس لمحے کی بھی تیاری کرنی ہے کہ جس

کے لیے اللہ نے ہمیں پیدا فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ رب العالمین نے جن وانس کو پیدا فرمانے کا مقصد بیان فرمایا کہ میں نے تمہیں پیدا فرمایا اپنی عبادت کے لیے حاضرین محفل! اگر ہم فرشتہ صفت ہوتے تو اجر وثواب نہ ہوتا، اب فرشتے کو بھوک نہیں لگتی اسے پیاس نہیں لگتی، غزوہ بدر واحد میں اگر کفار کے ساتھ لڑنے کا فرشتوں کو حکم تھا تو اس تپتی دھوپ میں دھوپ کی سختی نے انہیں کچھ نہیں کہا اس تپتی دھوپ نے انہیں پیاس زدہ نہیں کیا، انہیں اہل وعیال کی نہیں پریشانی، انہیں اپنے پیٹ اپنی بھوک کی نہیں پریشانی، تو جب کوئی حکم ہو اس کی تعمیل کرنا تخلیقی طور پر ان کی مجبوری ہے، تو پھر انہیں اجر وثواب کیا ہوگا حوادثات زندگی، یہ معاملات زندگی، یہ جو دنیوی مصائب ہیں جب اِن کے ہوتے ہوئے جب ہم اللہ کا حکم مانتے ہیں جب نفسانی خواہشات ہمارے اندر ابھرتی ہیں ہم انہیں قربان کرتے ہیں جب شیطانی وساوس ہمارے اندر آتے ہیں ہم انہیں ردّ کرتے ہیں جب معاشرہ ہمیں برائی کی طرف سپورٹ (Support) دیتا ہے ہم اُس سے اختلاف کرتے ہیں پھر سربسجود ہوتے ہیں اور اللہ کے حبیب کی اس حدیث کی روشنی میں جب ہم سربسجود ہوتے ہیں اس احساس کے ساتھ کہ میں اپنے ربّ کو دیکھ کر سجدہ کر رہا ہوں میں دیکھ رہا ہوں ربّ العالمین کو اور عرض گزار رہوں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی جب اس بات کو پہنچتے ہیں تب ہی تو اجر وثواب ہمیں پہنچتا ہے اس جہان اور پھر اس کے بعد حیاتِ برزخیہ میں زندگی بسر کرنے کے بعد صور پھونک دیا جائے گا قیامِ قیامت ہوگا قیامِ قیامت کے بعد جو زندگی شروع ہوگی وہ

پھر کبھی ختم نہ ہوگی اُس روز میدان حشر میں موت کو لا کر بھی ذبح کر دیا جائے گا پھر کسی کو موت نہیں آئے گی جب اُس زندگی کی تیاری کی بات آتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مجھے فرصت ملی تو پھر میں اس کے لئے وقت نکالوں گا، میں حضرت کے پاس حاضر ہوں گا میں دین کی تبلیغ کروں گا میں قرآن مجید تب پڑھوں گا جب مجھے فرصت ملی، ورنہ اسے رکھ دو گھر کی کسی اونچی جگہ پر اسے رکھ دو دروازے کی اس چوکھٹ پر اس سے برکت ہوگی جب فارغ ہوں گا تو پڑھوں گا حضرت کے پاس ایک واقعہ بیان ہورہا تھا قرآن کریم کے حوالے سے وہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کی وفات ہوئی قبر کھودی گئی ایک پتھر ہٹایا گیا تو ہمسایہ قبر پھٹ گئی تو دیکھا کہ ایک سلامت شخص کی میت ہے کفن سلامت، وہ شخص سلامت، حاضرین محفل! اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ہر بندۂ مومن کے ساتھ ہوں ہر بندۂ مومن ولی اللہ ہے اپنے اپنے درجے میں اور اللہ کے اولیاء کرام کی باتیں دیکھیں سنیں، ان کے انکشافات دیکھیں اسلامی تحقیق دیکھیں علماء کرام کی بحث دیکھیں، حالات جو دنیا پر منکشف ہوئے ان کو دیکھیں لاکھوں کروڑوں میں کوئی ایسی ہستی ہوگی جس کا وجود سلامت ہو ورنہ ظاہری طور پر گوشت ختم ہو جاتا ہے ہڈیاں رہ جاتی ہیں اور اس شخص کا کفن سلامت ، وجود سلامت وہ کہتے ہیں ایک درخت کی جڑ اس کے منہ پر تھی اور قطرہ قطرہ پانی رستا تھا انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا کہ میں اس پانی کو ہاتھ لگاؤں مگر وہ خشک ہو گیا میرے نصیب نہ تھا ہم نے ڈھونڈا کہ وہ شخص کون ہے آبادی کی ایک معمر ترین خاتون ملی یہ اس کا گھر والا تھا اس کا میاں تھا اس سے جب پوچھا گیا کہ اس کی زندگی کے معمولات میں کون سا ایسا عمل ہے جو اللہ نے اس پر اتنی عطا کی کہ اس کا وجود ہی نہیں بلکہ کفن تک سلامت ہے، وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا ہم غریب عام لوگ ہیں سادہ لوح انسان تھا نماز روزہ کرتا تھا جس طرح ہم سب کرتے ہیں ہاں! ایک بات اس میں الگ تھی وہ یہ جو سب سے بڑھ کر تھی کہ وہ قرآن کریم پڑھا ہوا نہیں تھا قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا تھا اس کے باوجود روز صبح قرآن کریم کھول کر بیٹھ جاتا اور ایک ایک آیت کریمہ پر انگلی رکھتا جاتا اور کہتا جاتا اے اللہ! یہ جو تو نے کہا یہ بھی تو نے حق کہا اے پروردگار! یہ جو تیرا ارشاد ہے یہ بھی حق ہے اللہ نے اس کی یہ بات اتنی قبول کی کہ لاکھوں کروڑوں میں کوئی ایسی ہستی ہوتی ہے کہ جس کا وجود برزخ میں بھی سلامت ہو اللہ نے اس کے وجود کو برزخ میں بھی سلامت رکھا اور ہم قرآن مجید کو کہتے ہیں اسے دروازوں طاقوں میں رکھ دو باعث برکت ہوگا ہم ابھی فارغ نہیں ہیں، ہمیں فراغت مل جائے گی؟ جب ملک الموت پوچھے گا فِیْمَ كُنْتُمْ ؟ کہ تم اس دار فانی میں کیا کرتے رہے؟ ہم عرض کریں گے کہ میں بڑا پھنسا ہوا تھا کاروبار حیات میں، میرے بڑے مجھے مجبور کرتے تھے کہ میں دین اسلام کو نہ اپناؤں، وہ کہیں گے کہ آج تو دنیا کو کیوں چھوڑ کر جا رہا ہے اور اگر اب تو اس دنیا کو چھوڑ کر جا رہا ہے تو جب تیرے پاس فرصت تھی تب تو نے یہاں سے ہجرت کیوں نہ کی کسی ایسی جگہ چلا جاتا جہاں تیرے سامنے رکاوٹیں نہ ہوتیں، مالک کل کائنات جس نے ہمیں وجود بخشا جس نے ہمیں یہ دنیا میں بسنا سکھایا، جس نے ہمیں روز محشر تک زندگی کے انداز بیان فرما دیئے، جس نے

ہمارے درمیان محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا دین اسلام دے کر، کون کہتا ہے کہ اس کے پاس قرآن کریم مکمل نہیں ہے اس کی ضمانت وہ خود اٹھاتا ہے اللہ کریم کا یہ ارشاد کہ میں اپنے قرآن کریم کا خود حافظ ہوں اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم کو جب حفاظت الٰہیہ ہے تو قرآن کریم کی تشریح و تفسیر حق وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی حق وہ جو آپ کے سمجھانے سے صحابہؓ نے سمجھی، آپ کے سامنے صحابہؓ نے اختیار کی، خیر القرون سے لے کر آج تک اجماع امت جس پر قائم ہے، بطور تواسل ہم نے حاصل کیا، یہ کون کہہ سکتا ہے کہ زیر زبر کی کمی ہے نہ ہم کہہ سکتے ہیں نہ ہمارے بعد آنے والے کہہ سکیں گے اس کا حافظ ربّ ہے۔ یاد رکھیے بات فقط اتنی ہوگی تیرے پاس تعلیمات محمد رسول اللہ ﷺ تھیں تیرے درمیان کیفیات و برکات محمد رسول اللہ ﷺ تھیں اور تیرے پاس وقت نہ تھا۔ زندگی کا وہ وقت جس میں پچیس سے تیس سال تک آج کا بچہ پڑھتا ہے اس پچیس سے تیس سال تک کی پڑھائی کے بعد اس کے پاس کام کا وقت ہوتا ہے وہ بھی تب جب اس کی زندگی اتنی ہو اور اس کے بعد اختتام، تو جہاں ہم نے ہمیشہ رہنا ہے جہاں کا گھر ہمیشہ رہنے کے لیے ہے جہاں قیام قیامت کی سختیوں کو ہمیں دیکھنا ہے جہاں پل صراط کی بات آئے گی اس وقت پل صراط سے گزرتے وقت ہم سمجھتے ہیں ہمارے ساتھ سلوک کیا ہوگا؟ اس پل صراط تک پہنچنے کے لیے اس دار العمل کا ایک ایک عمل وہ روشنی دے گا اس روشنی اس نورِ خدا پر اللہ وہ انعام عطا فرمائے گا کہ انسان اس پل صراط پر سے گزر سکے گا صد جان قربان! صحابہ کرامؓ کی ہستیوں پر، واقعات میں ملتا ہے حدیث شریف میں، ایسی ہستیاں بھی گزریں گی پل صراط سے کہ دوزخ عرض کرے گا یا رب العالمین! اپنی اس مخلوق اپنی ان ہستیوں کو جلدی گذار، اگر یہ تھوڑی دیر کر دیں گے بارالٰہا! میری آگ ٹھنڈی ہو جائے گی لیکن اس لمحے ہمارے پاس پھر فرصت نہیں ہوگی، قیام قیامت میں سے پہلا حصہ، ملک الموت جب ہم تک پہنچے گا تو ہماری کتاب جس میں ہمارا ہر عمل درج ہے اس کو تو بند کر دیا جائے گا فقط ایک چیز پیچھے رہ جائے گی اور وہ کیا ہوگا؟ وہ اعمال جس سے رہتی دنیا کو فائدہ ہونا ہے ان اعمال صالحہ کا اجر ہمارے پیچھے جا سکتا ہے جو ہم پیچھے اچھائیاں چھوڑ جائیں گے جب ہم حاضر دنیا میں زندہ رہ کر اچھائیاں نہیں کر رہے ہم کیا پیچھے اچھائیاں چھوڑ دیں گے، میں جتنا بھی زور لگاؤں میں جتنے بھی دلائل سے بات کروں حاضرین محفل! بات تب بنے گی جب میں، آپ فیصلہ خود کریں گے کہ بارالٰہا! ہمیں معاف فرما! ہماری گذشتہ زندگیوں کی غلطیاں معاف فرما، تمام مخلوق کے گناہ اکٹھے کر لیں کیا ہم رحمت باری کا احاطہ کر سکتے ہیں ہم میں سے کوئی کتنے بھی گناہ کر لے کیا رحمت باری کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے تو اپنی گذشتہ زندگی کی معافی مانگو، آنے والے وقت کے لیے استقامت دین مانگیں، موت کا وہ لمحہ، جو حق ہے میرے سمیت ہر ایک پر آنا ہے اس لمحے کے لئے اللہ کریم سے یہ مانگیں کہ وہ آخری سانسیں تیرے اور تیرے حبیبؐ کے نام سے مزین ہوں میرا آخری لمحہ جب میں یہاں سے اٹھوں بارِ الٰہا! میں ایمان کے ساتھ یہاں سے اُٹھوں، میں دُنیا کے حساب کتاب کرتا اِس دُنیا سے نہ اُٹھ جاؤں۔ یہ تب ممکن ہوگا

جب میں اور آپ اس بات کو مانیں گے اور اس بات پر عمل پیرا بھی ہوں گے پھر اس وعدہ خدا کو پہنچیں گے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دین اسلام میں بندۂ مومن کو اللہ کا وعدہ تب پہنچے گا جب وہ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰت پر بات کرے گا اس کے بغیر ممکن نہیں ہے

حاضرین محفل! آپ وطن عزیز کو دیکھیں، آپ اپنے گرد و پیش کے حالات کو دیکھیں، کیا بندۂ مومن جسے اللہ نے دُنیا کی فتوحات کا ارشاد فرمایا ہے اور دین اسلام جس کی ادیانِ باطلہ پر سبقت اور نصرت پر اللہ شاہد ہے کیا یہی حالات ہوتے ہیں جو آج ہمارے ہو رہے ہیں؟ کیا اسی طرح مسلمان مسلمان کا گلا کاٹتا؟ کیا اسی طرح حکمران ملک کے ساتھ انصاف کرتے ؟ کیا اسی طرح کے قانون اور قاعدے ہوتے ہیں جو آج ہمارے ملک میں ہو رہے ہیں شکر ہے آج یہ میڈیا اتنا آزاد ہے کہ جس نے ہر خبر ہم تک پہنچا دی اللہ اس میڈیا کو بھی ہدایت عطا فرمائے کہ یہ خبر پہنچانے میں انصاف رکھے تاکہ ہمیں کلی طور پر اندازہ ہو سکے، آج جو کوئی بھی بات کرتا ہے کہتا ہے میں دنیا کو یہ انصاف دے دوں گا میں وطن عزیز کے باسیوں کو انصاف دوں گا کبھی کسی کے منہ سے آپ نے یہ بھی سنا ہے میں اس وطن کے باسیوں کو جنہوں نے چوراسی ہزار (۸۴،۰۰۰) جوان بیٹیوں جو سکھوں نے مائیگریشن کے دنوں میں لوٹیں، وہ لمحہ جب یہ پاکستان قائم ہوا ہماری موجودہ نسل کو نہیں پتا ہمارے بزرگ جانتے ہیں اس لمحے چوراسی ہزار سرکاری اعداد و شمار ہے جو ہندوؤں اور سکھوں نے بچیاں لوٹیں اغوا کر کے اٹھا کر لے گئے وہ ان کی نسلوں کو پیدا کرتی رہی ہیں

کیا کسی لیڈر کے منہ سے آج تک یہ سنا کہ میں اس وطن عزیز کو جس کی خاطر لاکھوں لوگوں نے قربانی دی میں اسلام کا نظام نافذ کروں گا اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں یہ انصاف فراہم کروں گا میں حقائق سے پردہ اٹھاؤں گا اور دین اسلام پر عمل نہیں کروں گا حاضرین محفل! دین اسلام کے باہر نہ انصاف ہے نہ انصاف ہو سکتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاس ... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ خشکی اور تری پر جو واقعات مرتب ہوتے ہیں اس کا تمہارا کردار ضامن ہے تمہارا کردار ہے جس کے سبب خشکی اور تری پر فساد واقع ہوتے ہیں خدارا! اس پاکستان جو اٹھارہ کروڑ واں حصہ ہے اس پر تو دین اسلام نافذ کیجئے یہ اٹھارہ کروڑ واں پاکستان میں اور آپ انڈیویژیولی (Individually) کھڑے ہیں اس پر تو انصاف کی حکومت قائم کیجئے اس پر تو خدا اور رسول ﷺ کا کہا مان لیں، نہ مانیں، میں اور آپ نہ مانیں ہمارے نہ ماننے کی وجہ سے نہ دین اسلام کی شان میں کوئی رتی کمی واقع ہو سکتی ہے اور نہ رب العالمین کی شان میں کوئی ایک رتی بھر کمی واقع ہو سکتی ہے نہ شانِ رسالت میں کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے، نقصان ہو گا گھاٹا ہو گا تو ہمارا اپنا ہو گا یہ جو آج کے حالات ہیں۔ مسلمان، مسلمان کو کاٹ رہا ہے مسلمان، مسلمان کو لوٹ رہا ہے اور خود کو مسلمان بھی سمجھتا ہے اور انصاف کا کیا کہنا، تعزیرات ہند جو انگریز کی بنائی ہوئی ہیں اسی سے پھانسیاں دیے جا رہا ہے ہمارا پاکستان 1947 میں بنا اور تعزیرات جو پاکستان بننے سے پہلے انگریزوں نے بنائیں تھیں اس کے تحت ہمارے اوپر انصاف ہو رہا ہے۔

حاضرین محفل! مجھے بڑا شوق تھا کہ ان لوگوں کو دیکھوں جو لیڈ (Lead) کرتے ہیں ہمارے ملک کی جماعتوں کو، میں نے بڑے شوق سے ان لیڈران کو دیکھا ہے اور یقین مانیں "اَعْمَالُکُمْ عَمَّالُکُمْ "اَوْ کَمَا قَالَ محمد رسول الله ﷺ ارشاد ہے محمد رسول الله ﷺ کا جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے تمہارے حکمران ہوں گے میں نے ثابت دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے نہ کوئی عقل مند اتنا ہے نہ کوئی دانشمند، حادثات کی پیداوار ہیں الا ماشاء اللہ اور جو چاہتا ہے اسے ہم خود کرنے نہیں دیتے الیکشن آتے ہیں ہم اس بندے کو سپورٹ (Support) کرتے ہیں جو ہماری غلطیوں کو سپورٹ کرے گا۔

حاضرین محفل! خدارا! ماہ ربیع الاوّل کی ان مبارک گھڑیوں میں اپنے آپ کو دیکھیں اپنا ترازو اپنے سینے میں لگائیں اور اپنے کردار کی برائی اس معاشرے سے نکال دیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت شدید زخمی تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک یہودی جراح کو لینے گئے آپ پہنچے آپ نے اس جراح کو گھوڑا نہیں تیار کرنے دیا فرمایا امیر المومنین شدید زخمی ہیں آؤ جلدی آؤ میرے ساتھ میرے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ تا کہ جلدی پہنچا جائے جب مدینہ منورہ کے قرب میں پہنچے لگام کھینچی سرپٹ دوڑتے گھوڑے کی اور فرمایا کہ اب تم اُتر جاؤ تیری اب ضرورت نہیں ہے تو وہ حیران اور پریشان ہوا اور یہ واقعہ اس کے اسلام لانے کا موجب اور سبب بھی بنا وہ پریشان ہوا اس نے کہا کیا وجہ ہے آپ مجھے کہتے تھے جلدی کر اور گھوڑا ابھی تیار نہ کر اب مجھے امیر المومنین تک پہنچنے سے پہلے اتار رہے ہیں انہوں نے فرمایا امیر المومنین اب اس دُنیا سے پردہ فرما گئے ہیں وہ اب دُنیا میں نہیں رہے وہ کہنے لگا کس نے آپ سے کہا، بیٹھا تو میں آپ کے ساتھ ہوں، انہوں نے فرمایا یہ فصل تم دیکھ رہے ہو، دیکھ رہا ہوں، جانور دیکھ رہے ہو، دیکھ رہا ہوں انہوں نے کہا یہ جس کی فصل ہے اس کا مالک اور ہے ان جانوروں کا مالک کوئی اور ہے اگر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہوتے تو ان جانوروں کی جرأت نہیں تھی کہ غیر مالک کے کھیت میں ہوتے۔ یہ اثرات ہوتے ہیں معاشرے پر، یہ آیہ کریمہ جو آپ کے سامنے میں نے تلاوت کی، دلالت کرتی ہے ان واقعات پر یہ دلیل ہے، رب العالمین ارشاد فرماتا ہے تمہارا کردار ہے جس کے سبب خشکی اور تری پر واقعات رونما ہوتے ہیں ہر بات کی ایک ہی بات خدارا! دیکھیں اپنے آپ کو میں اور آپ، اپنے آپ کو دیکھیں حضرت کا تعارف میرے محترم بھائی (چوہدری اظہر خورشید) بیان فرما رہے تھے۔

اللہ کریم نے حضرت مدظلہٗ العالی کی صورت میں ہمیں مشائخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے قدموں میں پہنچ کر ایسا عظیم رہبر عطا فرمایا ہے آپ اگر خیر القرون تک دیکھنا چاہیں تین تفاسیر کا لکھنا خیر القرون تک نہیں ملتا کہ کسی عالم نے کسی ہستی نے قرآن کریم کی تین تفاسیر الگ الگ بیان کی ہوں یہ بات علماء کرام سمجھ سکتے ہیں علماء کرام کے بغیر شاید کوئی بات نہ سمجھ سکے یہ اتنا بڑا کام ہے کہ آیات کی تفسیر ہر مرتبہ نئے انداز سے بیان ہوا ایک ہیرا سمندر سے نکال کر پھر اللہ کی مخلوق کے سامنے رکھ دیا جائے یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے ہزار سالہ

تاریخ ہے اسلام کی اس ہزار سالہ تاریخ میں جو تراجم اردو میں کیے گئے ہیں پانچ سے سات مارکیٹ میں ملتے ہیں ان میں سے بھی تین سے چار ہیں جو لوگ خریدتے ہیں باقی معدوم ہو چکے ہیں اللہ نے حضرت کو یہ بھی موقعہ عطا فرمایا آپ نے قرآن کریم کا اردو میں ترجمہ حال ہی میں مکمل فرمایا وہ تحریر پرنٹ ہو کر مارکیٹ میں آچکی ہے اور جس تسلسل سے عربی ہم پڑھتے ہیں اسی تسلسل سے ہم اردو ترجے کو بھی پڑھ کر سمجھتے چلے جاتے ہیں یہ یوں ہی ممکن نہیں یہ اللہ کی عطا ہے اللہ کا انعام ہے زندگی کے جس شعبے میں بھی چلے جاؤ جب تک نبی کریم ﷺ کی اتباع نہیں ہوگی آپ کامیابی و کامرانی کو نہیں پہنچ سکتے اللہ نے حضرت کو تزکیہ نفس کے لیے قلزم فیوضات حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت تک پہنچایا آپ نے اس پودے پر پچیس سال محنت فرمائی حضرت کے ساتھ اور حضرت نے آپ کے پردہ فرمانے کے بعد حق شاگردی ادا کر دیا اللہ شاہد ہے۔ اللّٰہ! اللہ! اس لمحے روئے زمین پر نہ صرف وطن عزیز بلکہ روئے زمین کے کونے کونے میں اللّٰہ اللہ کرنے والے موجود ہیں تمام حضرت کی متعارف کرانے کی باتیں ہیں ایک ہی بات جو حضرت سے متعلق عرض کروں گا اور وہ یہ کہ ہم جیسے انسان ہم جیسے خطا کار ہم جیسے گناہگار کہ اگر ہم آج اپنا موازنہ کریں تو سمجھ آجاتی ہے ہمیں کیفی طور پر ہمیں تزکیہ نفس کر کے ہمیں ذکر الٰہی کی برکات سے اس قابل بنا دیا کہ ہم جیسے گناہگاروں کو بھی روحانی طور پر آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت تک آپ کے دربارِ عالی تک رسائی عطا ہوتی ہے اس سے بڑھ کر کسی بزرگ کی شان بیان کرنے کے لئے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ضرورت باقی ہو میں نے پورے خلوص کے ساتھ پوری کوشش کے ساتھ پورے جذبے کے ساتھ اپنے سمیت ہم سب کو ایک وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے میرا مقصد کسی ایک اندازِ فکر کو تقسیم کرنا نہیں ہے کسی ایک اندازِ فکر کو سپورٹ کرنا نہیں ہیں میرا فقط مقصد ہے؟ کہ وہ جو ہم دعویٰ کرتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا، تو کیا ہمارا اندازِ ویسا ہے جیسا نبی کریم ﷺ نے پسند فرمایا اس سے آگے پیچھے اگر کسی کی میری بات سے میرے بھائی بندۂ مومن کی دل آزاری ہوئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں لیکن اگر یہ حق کہنا جرم ہے تو یہ جرم ہم بار بار کرتے رہیں گے اللہ پاک میرا اور آپ کا حامی و ناصر ہو ... وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ...

دعائے مغفرت

۱۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے سلسلہ کے ساتھی عبدالحمید چھینہ ایڈووکیٹ کے والد محترم اور چچا جان

۲۔ ناروے سے سلسلہ کے ساتھی ظفر اقبال کے والد محترم۔

۳۔ چمن بلوچستان سے سلسلہ کے ساتھی عبدالباری

۴۔ لاہور سے سلسلہ کے ساتھی ملک محمد رمضان کی اہلیہ

وفات پاگئے ہیں۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

پارہ قال الملا:9
سورۃ الاعراف
آیات 204-206
بیان: 30-9-2011

اکرم التفاسیر

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

اعوذ باللہ مین الشطین الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:204)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔تلاوت قرآن پاک سنت ہے لیکن اگر تلاوت ہو رہی ہو تو اسے سننا فرض ہے خاموش رہ کر سننا فرض ہے اب یہ صرف سامعین پر نہیں، تلاوت کرنے والے کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ سامعین جہاں سے آرام سے سن سکتے ہیں اس کی طرف متوجہ ہیں وہاں بلند آواز سے تلاوت کرے اور اگر سامعین کیلئے بیٹھنا، آرام سے سننا ممکن نہ ہو تو پھر تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ آہستہ تلاوت کرے۔۔ اس حکم کی نافرمانی اور تلاوت کی بے حرمتی ،ہمارے ہاں جو ایک رواج ہے شبینہ کرنے کا، اس میں ہوتی ہے۔ مائک لگا کر سپیکر باہر لگا دیتے ہیں لاؤڈ سپیکر پر تلاوت شروع کر دیتے ہیں جو سارے گاؤں میں سنائی دے رہی ہوتی ہے۔ وہ سارا گاؤں خواتین، بچے، مرد کس طرح سارا کاروبار چھوڑ کر ،بیٹھ کر سن سکتے ہیں۔یہ ممکن نہیں ہے۔کوئی رفع حاجت کیلئے جا رہا ہے، کوئی جانور باندھ رہا ہے، کوئی اپنے کاروبار میں لگا ہے، کوئی کھانا بنا رہا ہے، کوئی کھا رہا ہے تو اس سارے کی ذمہ داری ان پر آتی ہے جو بلند آواز سے تلاوت کر رہے ہیں۔کوئی شبینہ کرنا چاہتا ہے، کرائے، اچھی بات ہے لیکن مسجد میں یا گھر میں جہاں کراتا ہے تو لاؤڈ سپیکر اندر ہونے چائیں چھوٹے سپیکر ہوں، اندر ہوں اندر سنائی دے جتنی دیر جو سننا چاہتا ہے ،جس کے پاس جتنا وقت ہے وہ اندر جائے۔آرام سے باوضو باادب بیٹھ کر سنے جب کوئی تھک جائے یا اسے نیند آ جائے ،اٹھ کر چلا جائے۔یہ جو باہر سپیکر لگا کر پوری بستی کو یا دور دور تک سنایا جاتا ہے تو مجھے بھی اس کا بڑی دفعہ تجربہ ہوا ہے۔

تلاوت کرنے والے کو بھی چاہیے کہ اگر بہت سے لوگ بیٹھے تلاوت کر رہے ہیں تو اتنا شور نہ کریں۔کہ ایک دوسرے کو ڈسٹرب کریں بڑی اچھی بات ہے کہ اپنا اپنا خاموشی سے دل میں پڑھیں، اپنے لیئے تلاوت کریں جیسے مسجد میں دس بارہ پندرہ بندے تلاوت کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنے اطمینان سے، سمجھ سے، شعور سے اور خشوع وخضوع سے خود تلاوت کریں۔کوئی نوافل پڑھنے آ جاتا ہے، کوئی جماعت سے رہ گیا وہ فرائض پڑھنے آ جاتا ہے تو ان کو پریشان نہ کیا جائے۔یعنی یہ صرف سامعین پر نہیں، پڑھنے والے پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی تلاوت کر رہا ہے تو اچھی بات ہے، یہ خاموش رہ کر سنے۔اور جماعت میں جو امام صاحب جماعت پڑھاتے ہیں اور پیچھے سارے مقتدی خاموش رہتے ہیں اس کی دلیل بھی یہیں سے لی گئی ہے کہ جب امام قرآن پڑھ رہا ہے تو باقی خاموش رہ کر سنیں۔تکبیر

جب کہتا ہے اس کے پیچھے تکبیر کہتے ہیں، التحیات پڑھتا ہے تو التحیات پچھلے اپنی پڑھتے ہیں اور ثناء پڑھتا ہے تو وہ ثناء اپنی پڑھتے ہیں لیکن جب وہ سورہ فاتحہ سے قرآن کریم شروع کرتا ہے اور آگے سورت ملاتا ہے تو سارے مقتدی خاموش ہو جاتے ہیں۔ تو قرآن کا خاموشی سے متوجہ ہو کر سننا فرض ہے۔ جس چیز کا حکم قرآنی آیت سے ثابت ہو، نص سے ثابت ہو وہ فرض ہوتی ہے تو فرمایا وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو پوری توجہ سے، پورے غور سے سنو وَاَنْصِتُوْا اور خاموش رہو، آواز نہ نکالو لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تا کہ تم پر اللہ کریم کی طرف سے رحم کیا جائے۔ یعنی حصول رحم کا اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا، اللہ کی طرف سے اس کی مہربانیاں سمیٹنے کا سلیقہ یہ ہے کہ جب قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی سے اور متوجہ ہو کر سنو تلاوت کرنے والے کیلئے بھی ضروری ہے کہ ٹھہر ٹھہر کر اس انداز سے پڑھے کہ الفاظ کی سمجھ آ رہی ہو اور اس کی سب سے زیادہ خلاف ورزی نماز تراویح میں ہو رہی ہوتی ہے حفاظ کرام کو جلدی ہوتی ہے کہ ختم کریں۔ پیچھے جتنے نمازی کھڑے ہیں انھیں کوئی سمجھ نہیں آتی کیا پڑھ رہے ہیں، کہاں سے پڑھ رہے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ٹھہر کر پڑھنے سے دیر ہوتی ہے تو ختم پڑھنے سے چھوٹی سورتیں پڑھ لینا بہتر ہے لیکن امام کم از کم اس انداز سے پڑھے کہ پچھلوں کو سمجھ آ رہی ہو کہ کون سی آیت پڑھ رہا ہے یا کون سا لفظ ادا کر رہا ہے سامعین کو بھی سمجھ آنی چاہیے لیکن بیچارے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ کھڑے رہتے ہیں یہ قاری حضرات دوڑ لگا دیتے ہیں کچھ پلے نہیں پڑتا کہ انھوں نے کیا پڑھا کیا نہیں کوئی عربی عبارت پڑھ رہے ہیں یا قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ تو یہ درست نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر کوئی شبینہ کرنا چاہتا ہے، ختم قرآن کرنا چاہتا ہے تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ

جتنے لوگ سامعین ہیں وہ پیچھے نفل کی نیت کر لیں اور امام نفلوں کی نیت کرے اور اس میں پارہ پارہ، ایک ایک رکعت میں دو دو پارے، بے شک پندرہ پندرہ پارے پڑھے۔ دو رکعت میں سننے سنانے کا پتہ چلے، لطف آئے۔ اتنی دیر کھڑے نہیں ہو سکتے تو آدھا آدھا پارہ پڑھ کے دو رکعت میں پارہ پڑھ لے اس طرح سے پندرہ دفعہ نفل کی نیت کریں تو قرآن ختم ہو جائے گا لیکن ہم لوگ محنت بھی نہیں کرنا چاہتے ہم اللہ کو راضی نہیں کرنا چاہتے ہم لوگوں کو سنوانا چاہتے ہیں کہ میں نے حلوہ پکایا ہے، میں نے چاول پکائے ہیں، میں نے زردہ پکوایا ہے، میں نے گوشت پکوایا ہے اور میں شبینہ مناؤں گا۔ قرآن کریم لوگوں کی ہدایت کیلئے ہے کسی کی نمائش یا اس کی شان بنانے کے لئے نہیں ہے۔ قرآن حکیم کے احترام کو مدنظر رکھا جانا چاہیے۔ اب اس کے بعد یہ خشوع و خضوع، یہ متوجہ الی اللہ ہونا، اس کے لیے دل کی ایک خاص حالت چاہیے، قلب کی ایک خاص کیفیت چاہیے ورنہ آپ خاموش بیٹھے رہیں گے دل کہیں اور بھٹکتا رہے گا اور وہ پتہ نہیں کیا جمع تفریق کرتا رہے گا اور کیا باتیں سوچ رہا ہو گا بدن کہیں ہو گا دل کہیں ہو گا۔ اس کا سلیقہ بتایا کہ اس دل کو ذاکر کرو جب دل خود ذاکر ہو گا خود اللہ کے نام سے آشنا ہو گا جب اس میں انوارات و تجلیات باری منعکس ہوں گی جب اس میں نبی کریم ﷺ کے انوارات و برکات آئیں گی تو یہ خود کلام الٰہی کی طرف کھچا رہے گا، اس طرف متوجہ رہے گا۔ اس کا طریقہ کیا ہے۔ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں یاد کر۔ اللہ اللہ اللہ دل ہی دل میں اللہ کا ذکر کرو تَضَرُّعًا نہایت عاجزی سے۔ یہ احساس رہے کہ میں جس کا نام لے رہا ہوں وہ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ہے اور میں اس کی مخلوق میں سے ایک ادنیٰ سا فرد ہوں جس کی مخلوق، میں شمار نہیں

کرسکتا۔وہ جانے اوراس کی مخلوق جانے۔ان لشکروں کا جواس نے پیدافرمائے ہیں میں ایک ادنیٰ سا فرد ہوں تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً اس خوف سے ہیبت الٰہی طاری ہو، ہیبت الٰہی کا احساس ہو،اسے مذاق نہ سمجھا جائے اسے عام نہ لیا جائے بلکہ اللہ اللہ کے ساتھ ایک تو عاجزی ہو،اپنی محتاجی کا احساس ہو دوسرے عظمت الٰہی کا ادراک ہو۔دل پراس کی ہیبت طاری ہو کہ وہ بہت بڑی ہستی ہے اور میں ایک ذرہ بے قیمت ہوں میں اس کا نام لے رہا ہوں وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اس میں آواز نہیں آنی چاہیے اوراونچی آواز کے بغیر یعنی جہر نہیں ہونا چاہیے خفی ہونا چاہیے بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَال رات دن مسلسل کیا جائے۔ہروقت ہر لمحے کیا جائے بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَال سے بھی یہی مراد ہے۔ہمہ وقت،صبح شام،رات دن،ہر لمحے وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ کتنا کیا جائے کوئی اس کی تعداد ہے؟ایک لاکھ بار،دس لاکھ بار، پچاس لاکھ بار کیا جائے فرمایا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِيْنَ غافلوں میں سے مت ہونا ۔اب عمر بھر کی غفلت بھی غفلت ہے،پانچ دس سال کی غفلت بھی غفلت ہے۔ایک دن کی غفلت بھی غفلت ہے،ایک گھنٹے کی غفلت بھی غفلت ہے،ایک لمحے کی غفلت بھی غفلت ہے ۔میں "مہر منیر" دیکھ رہا تھا پیر مہر علی شاہ صاحب کی سوانح حیات ہے تو ایک واقعہ نظر سے گذرا کہ کسی بندے نے ذبیحہ کا مسئلہ پوچھا انہوں نے وہ مسئلہ بتایا۔بعض اوقات جانور بے ہوش ہوگیا، گولی لگی ،زخمی ہوگیا لیکن جب تک دل دھڑک رہا ہوتا ہے تب تک وہ مرتا نہیں اور جب ذبح کیا جائے تو دل دھڑکنے کی دلیل یہ ہے کہ جب ذبح کریں تو گردن کی رگیں جب کٹتی ہیں تو ان سے خون نکلتا ہے چونکہ دل اسے پمپ کررہا ہوتا ہے۔جب دل کی حرکت رک جائے،تو پھر ذبح کریں تو رگوں سے خون نہیں نکلتا۔کوئی اس طرح کا مسئلہ تھا وہ

مسئلہ مجھے اب یاد نہیں میں ویسے بتا رہا ہوں کہ جانور کوئی گر گیا بے ہوش ہوگیا اور گاڑی کے نیچے آ گیا میرے ساتھ کئی دفعہ ایسا ہوا۔جنگل میں ہم شکار کو جاتے تھے تو لوگوں کے ریوڑ چر رہے ہوتے تھے تو اچانک کوئی بھیڑ یا بکری سڑک پر آ گئی،اوپر سے جیپ گذر گئی تو روک کر ذبح کی تو حلال ہوگئی لوگ کہتے ہیں مرگئی میں نے کہا مری نہیں ذبح کرکے دیکھتے ہیں چونکہ دل دھڑک رہا ہو تو خون اچھل کر نکلتا ہے اس کا مطلب ہے زندہ تھی دل دھڑک رہا تھا۔تو مجھے یاد نہیں کہ "مہر منیر" میں مسئلہ کیا تھا ایک ذبح کا ہی مسئلہ تھا تو وہ مسئلہ بتانے کے بعد پیر صاحب دوستوں کی طرف اور جو محفل میں ان کے خادم بیٹھے تھے ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ جانور مکلف نہیں ہے لیکن اگر اللہ کے نام کے بغیر اس کا دم نکل جائے تو حرام ہوجاتا ہے اس کا کھانا حلال نہیں حالانکہ حلال جانور ہے ۔لیکن چاہیئے کہ اس کا دم اللہ کے نام پر نکلے اور اگر اللہ کے نام کے بغیر نکل جائے تو حرام ہوجاتا ہے۔تو انسان جو مکلّف ہے اس کی جتنی سانسیں اللہ کے نام کے بغیر نکلتی ہیں کیا وہ حرام نہیں ہیں اسی لئے صوفیوں کا ایک مقولہ ہے "جودم غافل سودم کافر" اس میں ناشکری کی گئی اللہ کا شکر ادا نہیں کیا گیا لہٰذا قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ذکر خفی کا پورا طریقہ بتاتی ہے۔ ذکر خفی قلبی پر کئی لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ذکر پر حضرت حافظ صاحبؒ کے سامنے کسی نے یہ اعتراض کیا تھا تو انہوں سورہ اعراف کی یہ آیت کریمہ پڑھی فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ اپنے دل میں اللہ کو یاد کر عاجزی سے،خوف سے اور آواز کے بغیر، رات دن ہمہ وقت اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔فرمایا اگر ہمارا ذکر خفی کا طریقہ درست نہیں ہے تو اس آیت کے مطابق کوئی دوسرا طریقہ کرکے دکھاؤ۔یہ آیت کریمہ جو حکم دے رہی ہے اس کے مقابل کوئی طریقہ بنا کے

دکھاؤ کہ ہر سانس میں اللہ کا نام بھی ہو، اس میں دل بھی شامل ہو، آواز زبان سے نہ نکلے زبان خاموش ہو اور پھر دن رات دل غافل نہ ہو ہمہ وقت دل ذاکر ہو جائے۔ آپ سو رہے ہیں دل اللہ اللہ کر رہا ہے، آپ چل پھر رہے ہیں وہ اللہ اللہ کر رہا ہے، آپ کام کر رہے ہیں "ہتھ کار ول، دل یار ول" آپ کام کر رہے ہیں تو ہاتھ پاؤں کام میں مصروف ہیں دل اللہ اللہ کر رہا ہے فرمایا یہ جو آیت کریمہ ہے اس کے مطابق کوئی طریقہ بنا کے مجھے دکھاؤ تو واپس اسی جگہ آؤ گے کہ پوری توجہ دل پر کر کے سانس کی آمد وشد میں "اللہ" ہو کو سمو دیا جائے اور جب قلب ذاکر ہوتا ہے، لطائف ذاکر ہوتے ہیں قلب، روح، سری، خفی، اخفاء، سلطان الاذکار۔ سلطان الاذکار جب ذاکر ہوتا ہے تو بدن کا ذرہ ذرہ ذاکر ہو جاتا ہے۔ ہر سیل چھوٹے سے چھوٹا سیل جو بدن میں ہے وہ ذاکر ہو جاتا ہے۔ اور آج کا سائنس دان کہتا ہے کہ ایک آدمی کے وجود میں ایک ہزار کھرب سیل ہیں۔ سو کروڑ ہوں تو ایک ارب بنتا ہے۔ سو ارب ہوں تو ایک کھرب بنتا ہے۔ ایک ہزار کھرب سیل ہر ایک بالغ بندے کے وجود میں ہوتے ہیں۔ اگر اس کا قد چھوٹا ہے تو سیلوں کا چھوٹا سائز ہو گا اگر بڑا ہے تو سیلوں کا سائز بڑا ہو گا لیکن سب میں ایک ہزار کھرب سیل ہوتے ہیں۔ سلطان الاذکار کا مطلب ہے کہ ایک ہزار کھرب باڈی سیل ذاکر ہو جاتے ہیں اور اس بندے کے وجود سے ہر لمحے ہزار کھرب بار اللہ کا نام نکلتا ہے۔ ہر سیل اللہ کا نام لیتا ہے اور ہزار کھرب بار اس کے وجود سے اللہ کا نام نکلتا ہے۔

ایک حکیم صاحب ہوتے تھے شاہ صاحب مرحوم، اللہ پاک مغفرت فرمائے ملتان سے تعلق رکھتے تھے فوت ہو گئے ان کی بہت زیادہ عمر تھی ایک دفعہ حضرت جیؒ سے کہنے لگے کہ جو احسان بحیثیت ذکر خفی قلبی عطا کر کے مجھ پر کیا ہے اگر میری کھال اتار لی جائے اور اس سے جوتے بنا کر آپ کو پہنائے جائیں پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا بڑا قیمتی جملہ انہوں نے کہا کہ جو شخص یہ اہلیت رکھتا ہے کہ قلب ذاکر ہو جائے، سلطان الاذکار نصیب ہو جائے، وجود کا ہر سیل ذاکر ہو جائے، تو اگر وجود کی کھال اتار کر اس شخص کیلئے جوتے بنوا دیئے جائیں تو پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ اتنی بڑی نعمت ہے۔ اور قرآن کریم نے اس کا پورا پورا طریقہ ارشاد فرما دیا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اپنے پروردگار کو یاد کر فِيْ نَفْسِكَ دل ہی دل میں تَضَرُّعًا عاجزی سے وَّخِيْفَةً اس کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے، ہیبت الٰہی کو تصور میں لاتے ہوئے وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بغیر آواز نکالے۔ زبان بند ہو، خاموش ہو، متوجہ الی اللہ ہو، اپنی بے مائیگی کا احساس ہو، اس کی جلالت اور عظمت کا احساس ہو بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رات دن، صبح شام، ہمہ وقت وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ کوئی لمحہ ایسا نہ آئے کہ جس میں تو اللہ کا ذکر نہ کر رہا ہو، کبھی غافل نہ ہونا۔ زبان سے جو ذکر کیا جاتا ہے وہ بھی ذکر الٰہی ہے لیکن زبان ہمہ وقت ذکر نہیں کر سکتی اسے اور بھی بہت سے کام ہیں بہت سی باتیں کرنا ہوتی ہیں عملاً جو کام شریعت کے مطابق کیا جاتا ہے وہ عملی ذکر ہے لیکن شاید پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم سارے کام شریعت کے مطابق نہیں کرتے ہم سے بہت سی نافرمانیاں ہو جاتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا فرشتہ صفت انسان ہو جو ہر قدم شریعت کے مطابق اٹھائے، ہر بات شریعت کے مطابق کرے، ہر کام شریعت کے مطابق کرے، تو جب سو جائے گا تو کام ختم ہو جائیں گے، پھر تو ذکر چھوٹ گیا غفلت آ گئی، زبان خاموش ہو جائے گی، سو جائے گا تو غفلت آ گئی۔ لیکن جب دل ذاکر ہو جاتا ہے تو بندہ سو جائے دل دھڑک رہا ہے بندہ کام کر رہا ہے وہ دھڑک رہا ہے، بندہ بے

ہوش ہو گیا وہ دھڑک رہا ہے، اگر اس نے دھڑکنا بند کر دیا تو زندگی کی شمع بند ہو جائے گی۔ جب تک سانس کی ڈوری چل رہی ہے وہ دھڑک رہا ہے۔ اب اگر اس کو اللہ اللہ پر لگا دیا جائے اور وہ اللہ اللہ پر لگ جائے تو پھر اس سے بڑی بات کیا ہے۔ کسی شخص کے پاس کسی کو ذکر قلبی اور لطائف بھی نصیب ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑا ہی بیوقوف ہے کہ اس سے بڑی کسی کرامت کا مطالبہ کرے یہ بجائے خود اتنی بڑی کرامت ہے کہ کسی کے پاس بیٹھ کر آپ کے ہر سیل کو ذکر الٰہی نصیب ہو جائے اور ایک لمحے میں ایک ہزار کھرب دفعہ اللہ ہو بدن سے نکلے تو وہ چلتا پھرتا اللہ کے نام کا ایک روشن ستارہ بن جاتا ہے۔

دنیا دار عمل ہے یہاں عمل کرنا پڑتا ہے اللہ واللہ کے رسول ﷺ پر اعتماد کر کے۔ یہاں ہم جتنا عمل کرتے ہیں اس میں قبولیت کی ایک ہی شرط ہے کہ اعتماد علی الرسول ﷺ ہو۔ ہم قرآن پڑھتے ہیں ہمیں نبی کریم ﷺ پر اعتماد ہے کہ یہی قرآن ہے جو اللہ نے نازل فرمایا ہمیں صحابہ کرامؓ پر اعتماد ہے کہ انہوں نے پوری دیانت داری اور امانت سے، وہی قرآن آگے منتقل کیا۔ ہمیں تابعین، تبع تابعین، علمائے امت اور آج تک جس طرح ہمیں وراثتاً قرآن حکیم نصیب ہوا ان سب لوگوں پر اعتماد ہے۔ کس کی وجہ سے؟ محمد رسول ﷺ کی وجہ سے کہ انہوں نے آپ ﷺ کا بتایا ہوا قرآن ہم تک پہنچایا اس میں جو احکام ہیں ان کی تشریح حضور ﷺ کی حدیث پاک سے ملتی ہے آپ ﷺ کی حدیث کو قرآن نے الحکمۃ فرمایا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (ال عمران:164) ان کو کتاب کی تعلیم فرماتے ہیں اور دانائی کی۔ دانائی کیا ہے؟ قرآن کریم کی وہ تفسیر جو محمد ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ عرب بہت بڑے زبان دان تھے کوئی آیت کریمہ نازل ہوتی حضور ﷺ وہ آیت سناتے ساتھ کئی دفعہ استفسار فرماتے، پوچھ لیتے کہ سمجھ آ گئی اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو صحابہؓ عرض کرتے تھے اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ۔ ہم اپنے علم یا اپنی عربی دانی یا اپنی زبان دانی یا گرائمر یا صرف ونحو سے اسکا ترجمہ نہیں سمجھ سکتے۔ اللہ جانتا ہے اس کا مطلب کیا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ جانتا ہے آپ ارشاد فرمائیں گے تو ہمیں سمجھ آئے گی۔ صحابہ کرامؓ نے وہ مفہوم حضور ﷺ سے سنا، حضور ﷺ کے سامنے اس پر عمل کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، وضو کئے، جہاد کیا، کاروبار کیا، تجارت کی، شادیاں کیں، میتوں کے جنازے پڑھے، میتیں دفنائیں، زندگی کا ہر کام انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا اور نبی کریم ﷺ نے قبول فرمایا کہ یہی اسلامی زندگی ہے اور یہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ تو یہ اعتماد ہے صحابہؓ پر، تابعینؒ پر، تبع تابعینؒ پر، متقدمینؒ پر جن کا احسان ہم نہیں اُتار سکتے کہ یہ نعمت نسلاً بعد نسلاً ہم تک پہنچی۔ اس کا پہنچانے والا ہر بندہ ہماری دعاؤں کا مستحق ہے، شکریے کا مستحق ہے۔

اس میں پہلے قرآن کریم کا ذکر کیا کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو توجہ اور غور سے سنو اور خاموش رہو، اپنی باتیں نہ شروع کر دو، زبان بند رکھو اور پوری توجہ قرآن کریم کو سننے پر لگاؤ تاکہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ فرمایا تم کیسے توجہ لگاؤ گے، کس طرح متوجہ الی اللہ ہو گے؟ فرمایا اس کے لئے اپنے دل کو یاد الٰہی سے روشن کرو۔ جب دل ذاکر ہو گا تو قرآن کا ایک ایک لفظ اس پر جس طرح بارش برستی ہے فصل پر، اسطرح ایک ایک لفظ قطروں کی طرح اس پر پڑے گا اور اس پہ پھول کھلنا شروع ہو جائیں گے دل اس طرف متوجہ رہے گا۔ یا اللہ دل کو کیسے ذاکر کریں۔ اس کا پورا طریقہ بتا دیا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اللہ کو یاد کرو اپنے دل ہی دل میں عاجزی کے ساتھ ہیبت الٰہی

کو مدنظر رکھتے ، ہوئے بغیر آواز کے بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رات دن ہرلحہ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اور کوئی لحہ غفلت کا نہ آئے یہ بھی اللہ کا احسان ہے جس کو عطا فرمادے ۔یاد رکھیں انسان جب تک دنیا میں ہے آزمائش میں ہے اور یہ اللہ کی بڑی سخت آزمائش ہے ۔دنیا کا جو اجر ہے، دنیا کا جو بدلہ ہے، شہرت ہے ،دولت ہے، دو ہی چیزیں ہیں پیسہ مل جاتا ہے یا شہرت مل گئی ۔فلاں وزیر ہو گیا، فلاں افسر ہو گیا، فلاں صدر ہو گیا، دولت مل گئی ۔دو ہی چیزیں دنیا میں ملتی ہیں اور پھر دونوں سامنے نظر آتی ہیں اگر کوئی عہدہ ملتا ہے تو اس کا، رعب دبدبہ بھی نظر آتا ہے آگے پیچھے گاڑیاں ہارن اور پولیس اور یہ اور وہ ۔دولت ملتی ہے تو وہ بھی نظر آتی ہے بندہ سمیٹ لیتا ہے ۔لیکن آخرت کا جتنا معاملہ ہے وہ ہے نبی ﷺ پر اعتبار کر کے کہ یہ نیکی کرو گے تو اس کا اتنا اجر ملے گا ۔وہ دکھایا نہیں جاتا کہ یہ دیکھو یہ اتنا اجر ہو رہا ہے نہیں اگر حجاب ہٹا دیا جائے ، جنت و دوزخ ،عذاب و ثواب سامنے ہو تو پھر کون انکار کرے پھر تو ہر کوئی محنت کرے گا اور یہ قیامت کو ہو گا ۔کافر کہیں گے یا اللہ اب ہم نے جنت بھی دیکھ لی ۔دوزخ بھی میدان حشر میں سامنے لائی جائے گی وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى (النّٰزِعٰت:35) اور وہاں دوزخ کو کھینچ کے لایا جائے گا ، کہ دیکھ لو یہ دوزخ ہے جس کا تم انکار کرتے تھے اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ (الشعراء:90) اور جنت بھی سنوار سنگھار کر کے سامنے قریب ہی کر دی جائے گی ۔جنت بھی نظر آ رہی ہو گی دوزخ بھی ،فرشتے بھی اور حساب کتاب بھی ۔تو کافر کہیں گے اللہ ہمیں اب دنیا میں واپس بھیج دے کہ جو کام ہم دنیا میں کرتے تھے وہ نہ کریں گے جو کچھ تو اور تیرا نبی ﷺ فرمائیں وہ کام کریں گے لیکن یہ اتنی نازک چیز ہے اتنی نرم اور حساس چیز ہے ،یاد رکھو جو چیز جتنی نازک ہوتی ہے اتنی حساس ہوتی ہے اور جو چیز جتنی لطیف ہوتی ہے جتنی باریک ہوتی ہے اس کی طاقت اتنی زیادہ ہوتی ہے ۔یہ حکمت الٰہی ہے ۔تو دل بڑی نازک اور بڑی حساس چیز ہے اب اسے آپ نے اگر دنیا میں الجھا دیا دولت و شہرت کے پیچھے لگ گیا وہ visible چیزیں ہیں نظر آنے والی چیزیں ہیں پھر یہ جہاں سے ملیں گی وہاں جائے گا ۔جائز ناجائز، حلال حرام، اچھا برا اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا لیکن اگر دل یاد الٰہی میں لگ گیا اس کے اخروی اجر کی طرف چلا گیا تو پھر ہر وہ کام کرے گا جو کرنے کا حضور ﷺ نے حکم دیا ہے اور جہاں اس سے غلطی ہو جائے گی پھر روئے گا ،معافی مانگے گا، توبہ کرے گا، کہ میں نے اپنا نقصان کر لیا اللہ مجھے اس نقصان سے بچائے اور اس کی تلافی فرمائے ۔تو دل کے ذاکر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آخرت سے محبت، نیکی سے محبت، اللہ سے محبت، اللہ کے نبی ﷺ سے محبت، اللہ کے بندوں سے محبت، اللہ کی مخلوق سے بھی محبت ہو جائے تو سمجھیں کہ دل ذاکر ہے اور اگر دل ذاکر نہیں ہوتا تو نیکی میں بھی شہرت چاہتا ہے ۔بندے دیکھے گا تو نماز لمبی کر دے گا کہ یہ سمجھیں کہ بڑے خشوع و خضوع سے پڑھ رہا ہے، اکیلا ہو گا تو چھوٹی سی پڑھ لے گا ۔لوگوں کو دکھا کر پیسے تقسیم کر رہا ہے فوٹو بنوا کر غریبوں کو خیرات دے رہا ہے، سیلاب زدگان کی مدد کر رہا ہے ،ہر ٹی وی پہ اس کی فوٹو آئے یا اخبار میں آجائے بس ۔مقصد شہرتِ دنیا ہے غریبوں کی مدد کرنا خلوص اور للّٰہیت نہیں ہے تو اگر دل دنیا میں لگ جائے گا تو غریب کی مدد کرنا یا سیلاب زدہ کی مدد کرنا تو نیکی ہے لیکن وہ نیکی بھی نیکی نہیں رہتی اس کا مقصد بھی شہرت حاصل کرنا بن جاتا ہے ۔تو بندے کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے ۔کوئی ذاکر ہے اس کو بھی اور جس کو ذکر نصیب نہیں ہے وہ ان لذتوں کو کیا جانے ۔اسے کیا خبر کہ یہ کیا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی کو زندگی میں

ذکر قلبی نصیب نہیں ہوا تو اگر چہ وہ بہت نیک بھی ہو تو یہ ایک محرومی ہے اس کی حسرت اسے حشر کو ہوگی اور اگر ذکر بھی نصیب نہیں اور نیک بھی نہیں، علم بھی نہیں رکھتا، دینی علم بھی نہیں رکھتا، نیک عمل بھی نہیں رکھتا تو وہ بہت بدنصیب ہے۔ سو اللہ کریم نے ذکر خفی قلبی کا پورا طریقہ اس آیت کریمہ میں بتلا دیا اور فرمایا قرب الٰہی کی دلیل یہ ہے یہی جو میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے پاس کیا دلیل ہے کہ آخرت تو نظر نہیں آتی، جنت تو ہمارے سامنے نہیں ہے، دوزخ ہم نہیں دیکھ رہے۔ ہم نے سنا ہے قرآن سے، اللہ کے رسول ﷺ سے کہ آخرت میں حساب ہوگا، جنت ہے، دوزخ ہے، ثواب ہے، آگ ہے۔ تو پھر ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہمارا قلب ذاکر ہو گیا، ہمارے لطائف ذاکر ہو گئے کہ ہمارا سلطان الاذکار، ہمارا سارا وجود ذاکر ہو گیا فرمایا جنہیں قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ جو تیرے رب کے مقرب ہیں جو آپ کے پروردگار کے مقرب ہیں۔

لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے یعنی دل کے ذاکر ہو جانے کی دلیل یہ ہے کہ عبادات الٰہی سے محبت ہو جاتی ہے دل راغب ہو جائے دل چاہے عبادت کرنے کو۔ ایک کیفیت ہوتی ہے، ہم اپنے آپ کو پکڑ کر لے آتے ہیں مسجد میں پھر جلدی جلدی وضو کرتے ہیں، چھینٹے اڑاتے ہیں، کوئی جگہ گیلی کی کوئی خشک رہ گئی۔ پھر آتے ہیں جلدی جلدی اٹھتے بیٹھتے دو سجدے کیے اور پھر بھاگ گئے۔ یہ ہوتا ہے ٹوٹل پورا کرنا لیکن جب دل ذاکر ہو جائے تو پھر وضو میں بھی احتیاط کرتا ہے کہ جو طریقہ حضور ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے جو اعضاء دھونے ہیں وہ دھل جائیں۔ نماز کا بھی ایک ایک لفظ ارادتاً ادا کرتا ہے۔ پورا رکوع پورا سجود سکون سے ادا کرتا ہے۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (الحشر: 81)

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کل کے لئے، فردائے قیامت کے لئے کیا آگے بھیج رہا ہے۔ عموماً ساری تفاسیر میں جن کو مجھے کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا اور اکثر تراجم میں اس سے یہی مراد لیا گیا کہ اپنے گناہوں پر نگاہ کرے کہ آگے کے لئے کیا بھیج رہا ہے وہ غلطیاں کر کے، گناہ کر کے، برائی کر کے، تو قیامت کے لئے نہیں بھیج رہا۔ لیکن میں نے اس آیت کریمہ سے ایک دوسرا انداز بھی سمجھا۔ الحمد للہ! اللہ نے مجھے ایک دوسرے انداز کی سمجھ بھی عطا فرمائی کہ گناہ تو ہیں ہی گناہ ہم جو نیکی کرتے ہیں اسے بھی ہمیں دیکھنا چاہیے کیا یہ نیکی ہے کہ جس کی امید پر میں اسے کل کے لئے بھیج رہا ہوں۔ ہم جب نماز ادا کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں یہ احساس ہونا چاہیے کہ ان رکعات کا مجھے آخرت میں اجر ملے گا جب ہمیں یہ احساس ہوگا تو ہم پوری طرح قیام بھی کریں گے رکوع بھی مکمل کریں گے سجدہ اور جلسہ بھی پورا کریں گے۔ اس کے الفاظ بھی سوچ، کر آیات بھی سمجھ کر پڑھیں گے، سورہ فاتحہ بھی پڑھیں گے، تکبیر بھی کہیں گے۔ اگر یہ احساس نہیں ہوگا تو پھر آدمی ٹوٹل پورا کرے گا اور جو پڑھتا ہی نہیں اس کی بدنصیبی کا کیا کہنا۔ اللہ معاف کرے۔ اللہ سب مسلمانوں کو توفیق دے۔ یہ بڑی محرومی ہے کہ مسلمان ہو کر نماز سے محروم رہے۔ یہ اللہ کی ناراضگی کی دلیل ہے کہ وہ اسے سجدہ کرنے کی بھی توفیق نہیں دے رہا، اپنی بارگاہ میں پیشانی رکھنے کی بھی توفیق نہیں دے رہا، اپنے گھر میں آنے کی بھی توفیق نہیں دے رہا، یہ تو بہت بڑی محرومی ہے۔ فرمایا جس کا قلب ذاکر ہو جائے اسے عبادات سے محبت ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ کا ایک ارشاد ہے اس کا ایک مفہوم ہے کہ ایک بندہ

فجر پڑھتا ہے اور پھر اس امید میں رہتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو اور وہ اسے بروقت ادا کرے ۔ظہر سے فارغ ہوتا ہے تو اسے عصر کا انتظار ہوتا ہے کہ عصر ہوگی تو ادا کروں گا ۔عصر سے فارغ ہوتا ہے تو مغرب کا انتظار ہوتا ہے کہ مغرب ہوگی تو ادا کروں گا ۔پھر عشاء کا انتظار کرتا ہے ،عشاء پڑھ کر فارغ ہوجاتا ہے لیکن بے فکر نہیں ہوتا صبح کی فکر ہوتی ہے کہ کہیں صبح سوتا نہ رہ جاؤں نماز نہ چلی جائے ۔اور جب اٹھتا ہے وضو کرتا ہے نماز ادا کرتا ہے تو فرمایا یہ بندہ جو ایک نماز ادا کر کے دوسری کا دل ہی دل میں انتظار کر رہا ہوتا ہے اللہ کریم کے فرشتے اسے مسلسل حالت نماز میں ہی لکھتے ہیں گویا وہ رات دن کا ہر لمحہ نماز ہی میں کھڑا ہے ۔اس طرح اللہ اسے اس کا اجر دے گا ۔اب جو بندہ ادا ہی نہیں کرتا اس بات کو اگر ہم پیچھے لے جائیں تو ایسے نظر آتا ہے جیسے اسے اللہ اور اللہ کے رسول پر اعتبار ہی نہیں ہے ۔جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا اسے اس پر اعتبار نہیں ہے اور یہ بڑی خطرناک بات ہے ۔سو فرمایا یہ جانچتا رہے ۔ہمارے ذاکرین ساتھیوں کو بھی بڑا تجسس ہوتا ہے کوئی مجھے بتائے میرے مراقبات کتنے ہیں ،کوئی مجھے بتائے کس کو کیا منصب مل گیا قرآن بتا رہا ہے کہ جب ذکر قلبی نصیب ہوتا ہے کیفیات قلبی نصیب ہوتی ہیں تو اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ جنہیں تیرے رب کا قرب نصیب ہوتا ہے ان سے مفسرین نے مقرب فرشتے مراد لئے ہیں ۔لیکن بات عام ہے جسے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے تو پھر عبادت میں تو اس کا جی لگ جاتا ہے وہ قربان ہوجاتا ہے وہ چاہتا ہے کہ سجدے ہی کرتا رہوں ، تلاوت ہی کرتا رہوں ، درود ہی پڑھتا رہوں ،ذکر ہی کرتا رہوں ۔اللہ کی عبادت سے محبت ہوجاتی ہے وَيُسَبِّحُوْنَهٗ ہمہ وقت اس کی پاکی بیان کرتا رہتا ہے وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ (206) اور وہ صرف اس کے سامنے سربسجود ہوتا ہے ،ان کا سر اس کی بارگاہ میں جھکتا ہے ،اپنی اغراض ومقاصد کے لئے کسی دوسرے دروازے پر ان کا سر نہیں جھکتا ،کسی اور کے سامنے سجدہ ریز نہیں ہوتا اور اگر یہ کیفیت نصیب نہ ہو تو ایک ایک لقمے کے لئے دس دس دروازوں پہ سجدے دیتے ہیں ۔عاجزی کرنا منتیں کرنا ،یہی سجدہ ریزی ہے نا ۔جو سر اللہ کی بارگاہ میں نہیں جھکتا وہ بے شمار دروازوں پر جھکتا ہے ۔اور جو اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہے وہ پھر کسی دوسرے دروازے پر نہیں جھکتا اس آیت کے پڑھنے سے ایک سجدہ واجب ہوجاتا ہے پڑھنے اور سننے دونوں طرح سے ۔مجھ پر بھی ہے آپ پر بھی ہے ایک وہ کر لیجئے گا ۔اللہ کریم قبول فرمائے ، اللہ تمام مسلمانوں کو ذکر قلبی خفی نصیب فرمائے وہ کیفیات نصیب فرمائے ۔

وَآخر دعوانا ان الحمدالله رب العالمین

ضرورت رشتہ

لڑکی سمارٹ عمر 23 سال
قد 5 فٹ 5 انچ تعلیم B.A
لاہور کی رہائشی
لاہور شہر سے تعلق رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔
صرف والدین رابطہ کریں 0322-4072336

اقامت دین

ابو محمد حافظ حفیظ الرحمٰن ٹوبہ ٹیک سنگھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَنْ اَقِیْمُوْا الدِّیْنَ وَ لاَ تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ o (الشوریٰ:۱۳)

کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ

اللہ تعالیٰ کے حضور اقامت دین کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے بغیر وہ کسی کی دینداری کو تسلیم نہیں کرتے۔

اقامت دین کا مفہوم سمجھنے کے لئے ہمارے سامنے اقامت صلوٰۃ کا حکم موجود ہے۔ جس طرح اَقِیْمُو الصَّلٰوۃ (نماز قائم کرو) کے معنی یہ نہیں کہ ہم وضو کر کے بیٹھ جائیں بلکہ رکوع و سجود کی کیفیت نصیب ہو اور عملی زندگی میں احکاماتِ الٰہی کو بھی صلوٰۃ کی ادائیگی کی طرح ادا کریں۔ اسی طرح اَقِیْمُوْا الدِّیْن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم قرآن و سنت وفقہ کو صرف پڑھتے پڑھاتے ہی رہیں بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ دینی احکام و تعلیمات کو اپنی زندگی میں ان کے اپنے اپنے مواقع پر عمل میں لائیں۔ یعنی دین اسلام کو ضابطہ حیات بنا کر عملاً نافذ کریں۔

انسان کا کام اپنے لئے خود راستہ تجویز کرنا نہیں بلکہ اللہ کا بندہ اور خلیفہ ہونے کی دونوں حیثیتوں کے لحاظ سے وہ اس پر مامور ہے کہ اس راستہ کی پیروی کرے جو اس کا رب اس کے لئے تجویز کرے اور اس راستے کو معلوم کرنے کی صورت صرف قرآن و سنت ہی ہے۔ قرآن کریم صراحت کے ساتھ بتاتا ہے کہ حضور پرنور نبی اکرم ﷺ کو دین حق کو سب ادیان اور دساتیر پر غالب کرنے کے لئے جدوجہد کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَo

ترجمہ: وہی اللہ تو ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے دیگر تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ یعنی جو لوگ اللہ کی بندگی کے ساتھ دوسروں کی بندگیاں ملاتے ہیں اور اللہ کے دین میں دوسروں کے دین یا رسم و رواج کی آمیزش کرتے ہیں جو ایک اللہ کی ہدایت و اطاعت پر پورا نظام زندگی استوار کرنے کی بجائے اپنی خواہش کے مطابق جس حکم پر چاہتے ہیں عمل کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں، ان کو ایک اللہ کی بندگی میں لانے کیلئے اللہ تعالیٰ کا نبی اور سچے مسلمان مسلسل جدوجہد کرتے رہیں گے خواہ انہیں کتنا ہی ناگوار ہو، تا آنکہ دین حق تمام دینوں پر غالب ہو جائے۔

حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام صرف وعظ و نصیحت سے ہی نہیں بلکہ سیاسی قوت حاصل کر کے برائیوں کو مٹاتے اور ان سے حدود الٰہی اور احکام شرعی کی پابندی کرواتے رہے۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ اور

نبی آ جاتا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں میرے خلفاء ہوں گے اور وہ بہت ہوں گے۔

كَانَ بَنُوْ اسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيّ" خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَ اِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنَ خُلَفَاءُ وَيَكْثُرُوْنَ۔ مسلم۔مشکوۃ

یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ حکم الٰہی کے مطابق دین اسلام کو غالب و نافذ کرنے کے لئے عملی جدوجہد ہی نہیں کرتے رہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس عظیم دینی مقصد کے لئے دعا مانگنے کا حکم بھی دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

ترجمہ: اے نبی دعا مانگو۔ اے میرے رب مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔ یعنی یا تو مجھے خود اقتدار عطا کر یا کسی حکومت کو قبول اسلام کی توفیق دے کر میری مددگار بنا دے تاکہ میں اس کی طاقت سے دنیا کے اس بگاڑ کو درست کر سکوں اور معاصی کے اس سیلاب کو روک سکوں اور تیرے قانون عدل کو جاری کر سکوں۔

مفسر شہیر امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جان لیا تھا کہ سلطنت کے بغیر آپ برائیوں کو نہیں مٹا سکتے اس لئے آپ نے اللہ کے دین کی مدد اور اُس کی اقامت کے لئے اللہ تعالیٰ سے اقتدار سلطنت کی دعا مانگی اس آیت کریمہ کی بنا پر آپ فتح مکہ کے موقع پر جب کعبہ میں داخل ہوئے تو بُت تڑواتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَيَزَعُ بِالسُّلْطَانِ مَا لَا يَزَعُ بِالْقُرْاٰنِ:

یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سدِّ باب کر دیتا ہے جن کا سدِّ باب قرآن سے نہیں کرتا۔ (ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۳۹۶)

اس سے ظاہر ہے کہ اسلام دنیا میں جو اصلاح چاہتا ہے وہ صرف وعظ و تذکیر سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کو عمل میں لانے کے لئے سیاسی طاقت بھی درکار ہے پھر جبکہ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خود سکھائی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اقامت دین اور نفاذ شریعت اور اجراء حدود اللہ کے لئے حکومت چاہنا اور اس کے حصول کی کوشش کرنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب اور مامور ہے اور وہ لوگ سراسر غلطی پر ہیں جو اسے دنیا پرستی اور دنیا طلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ کے دین کے لئے حکومت کا طالب ہونا تو یہ دنیا پرستی نہیں ہے بلکہ خدا پرستی کا ہی عین تقاضا ہے اگر جہاد کے لئے تلوار کا طالب ہونا گناہ نہیں بلکہ اعلیٰ نیکی ہے تو احکام شریعت کے نفاذ اور اجراء کے لئے سیاسی اقتدار کا طالب ہونا کیا گناہ ہوگا یا عظیم الشان عمل صالح نہ ہوگا۔

بہر حال اسلامی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد اور غیر اسلامی حکومتوں کی اصلاح کی کوشش دین کا بہت ہی بنیادی کام ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو ہمیشہ بادشاہوں کی اصلاح اور نظام حکومت کی درستگی کے لئے مامور فرمایا۔

فرعون کے دور میں سرزمین مصر کفار سے بھری ہوئی تھی لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خصوصیت کے ساتھ حکم فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ

لَّکَ اِلٰٓی اَنْ تَزَکّٰی ۝ وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخْشٰی ۝ (والنّٰزِعٰت)

ترجمہ: فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہوگیا ہے اور اس سے کہو کیا تو اس کیلئے تیار ہے کہ پاکیزگی اختیار کرے اور میں تیرے رب کی طرف سے تیری رہنمائی کروں تا کہ اس کا خوف تیرے اندر پیدا ہو۔

نبی کریم ﷺ نے بھی روم، فارس اور مصر وغیرہ کے عوام تک اسلام کا پیغام پہنچانے سے پہلے ان کے بادشاہوں کو تبلیغ اسلام کے مکتوب لکھے ایسا اس لئے کیا گیا کہ بادشاہوں کا بگاڑ ان کی قوم کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے اور ان کی اصلاح قوم کی اصلاح کا مؤثر ذریعہ بنتی ہے: اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مَلُوْکِھِمْ. ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مکاتیب دعوت میں ہر ایک حکمران کو لکھ دیا تھا کہ اگر تم دعوت حق قبول نہیں کرو گے تو تمہاری رعایا کی گمراہی کا گناہ بھی تمہاری گردن پر ہوگا۔ اسی وجہ سے سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کو نبی کریم ﷺ نے افضل جہاد فرمایا۔ اسلام کی انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ سلف صالحین بزرگان دین ہمیشہ حکمرانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے اور ان کے لئے ہدایت اور راست کاری کی توفیق پانے کی دعائیں مانگتے رہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت فضیل عیاضؒ جیسے اکابر ائمہ دین اور اولیاء کاملین نے یہاں تک بھی فرمایا کہ اگر ہمیں اطلاع ملے کہ تمہاری صرف ایک ہی دعا قبول کی جائے گی تو وہ دعا ہم حکمرانوں کی اصلاح اور بہتری کے لئے مانگیں گے کیونکہ ان کی اصلاح اور بہتری قوم کی اصلاح اور بہتری کا ذریعہ ہے حکمرانوں کی اصلاح کے لئے حضرات صحابہ کرام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم علمائے تابعین و تبع تابعین ائمہ مجتہدین اور ان کے بعد بزرگان امت مثلاً حضرت عزؒ بن عبدالسلامؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حضرت امام ابن تیمیہؒ، حضرت مجدد شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی مثالیں ہماری تاریخ میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا لاہور، ملتان اور دہلی سب جگہوں کو چھوڑ کر وقت کے فرعون اجمیر کے ظالم راجہ رائے پتھورا کے سامنے جا کر ڈیرہ جمانا، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کا اکبری فتنہ الحاد سے نبرد آزما ہو کر اسے فنا کے گھاٹ اتارنا، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا حکمرانوں کی اصلاح کے لئے ہر ممکن جدو جہد کرنا اور فتنہ مرہٹہ کے استیصال کے لئے سینہ سپر ہو کر پانی پت کی کامیاب جنگ کے ذریعے اس کے شر و فساد کو خاک میں ملا دینا یہ سب کارنامے ہمیں ہر آن تقاضائے ایمان کی تکمیل کی مؤثر دعوت دیتے ہیں۔

جب تک خلفائے راشدین نے خلافت کا نظام منہاج نبوت پر چلایا اسلام کی ساری اقدار وحدانی صورت میں محفوظ و برقرار رہیں اور ان کی بدولت مسلمانوں کی قوت و طاقت بھی مضبوط و مستحکم رہی۔ کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی تعالیٰ اللہ عنہ کی تلوار میان سے باہر نکل آئی اور فرمایا: وَاللّٰہِ لَاُ قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ: اللہ کی قسم میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا اور فرمایا: اَیَنْقُصُ فِی الْاِسْلَامِ وَاَنَا حَیٌّ"۔ کیا اسلام میں کوئی کمی کی جائے گی جبکہ میں ابھی زندہ ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ میری زندگی اور اسلام کی سربلندی لازم و ملزوم ہیں۔ میرے ہوتے ہوئے میں اسلام کو کوئی

نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا اور یہ کہ خلافت راشدہ کی نظر میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں کسی حق کو ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ حالت میں ہمارے ایمان کی کیا حالت ہے۔

جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے:۔

سلسلہ اسلام کی کڑیاں یکے بعد دیگرے توڑی جائیں گی جس وقت کوئی کڑی توڑی جائے گی لوگ اس کے ساتھ والی کڑی کا سہارا لینے کی کوشش کریں گے۔ سب سے پہلے اسلام کے قوانین وسیاست کی کڑی توڑ دی جائے گی اور سب کے آخر میں نماز کی۔

فَكَانَ اَوَّ لُهَا نَقضًا الْحُكْمُ وَ ا خِرُ هَا الصَّلٰوةُ

پہلے اسلام کی سیاسی اور قانونی اقتدار اور غلبہ کو توڑا جائے گا اور صرف عبادات کو پورا اسلام سمجھ کر ان کی پابندی کو کافی سمجھا جائے گا۔ اور آخر کار نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ لوگ اسلامی عبادات نماز وغیرہ بھی ترک کرنے لگیں گے تاریخ میں جس رفتار سے ہم پستی کی طرف گرے ہیں اور گرتے جا رہے ہیں۔ یہ حدیث اسی کی صحیح نشاندہی کرتی ہے۔

اقامت دین کے فریضہ سے غفلت ولا پرواہی کے نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔ افسوس کہ اپنی اولادوں کو بھی اسی دلدل میں چھوڑے دنیا سے جا رہے ہیں۔ میدان حشر میں بھی اپنی صلاحیتوں کے ہم جوابدہ ہوں گے اور اہل وعیال کی تباہی کے بھی۔ غیر اسلامی معاشرتی نظام کے سائے تلے نورانی اعمال کی روشنی بھی معدوم نظر آتی ہے۔ اللہ کریم اس فریضہ پر عمل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

رزق حلال عین عبادت ہے
العروج

انٹرنیشنل ٹریولز P.S.A
☆ زیارت حرمین شریف کیلئے ویزہ عمرہ حاصل کریں۔
☆ اکانومی اینڈ سٹار ہوٹلز پیکج دستیاب ہے۔
☆ احباب سلسلہ کو گروپ بنا کر بھی بھجوایا جا سکتا ہے۔
☆ حج کا ارادہ رکھنے والے حضرات ابھی سے پاسپورٹ جمع کروا سکتے ہیں
﴿ارشاد نبوی ﷺ﴾
حج وعمرہ کرنے والا کبھی غریب نہ رہے گا۔
العروج
انٹرنیشنل ٹریولز P.S.A عبداللہ چوک ٹوبہ ٹیک سنگھ
Ph: 0462-51159,512559 Fax: 0462-510559
Mob: 0334-6289958
E-mail:alarooj@hotmail.com
پروپرائیٹر
حافظ حفیظ الرحمن
قارئین اپنی صوابدید سے معاملہ کریں۔ ادارہ کسی قسم کی ضمانت سے مستثنیٰ ہے۔

شیخ المکرمؒ کی مجلس میں سوال اور اُن کے جواب

یقین بنیاد ہے تصوف کی

9 ستمبر 2010ء

سوال: کسی ساتھی نے یہ بات پوچھی ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ ذکر خفی قلبی کو ملائکہ تک بھی نہیں سُن سکتے جبکہ دوسری جگہ ہے کہ ذاکرین کی مجالس کو فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ کریم کو بتاتے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں تطبیق فرمائیں۔

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے، کہ اللہ کریم نے کچھ فرشتے ایسے پیدا فرمائے ہیں جن کا کام ہی صرف یہ ہے کہ وہ مجالس ذکر کو تلاش کرتے ہیں اور جہاں کسی کو کوئی مجلس ذکر ملتی ہے پھر دوسروں کو آواز دیتا ہے کہ آؤ جس چیز کو تلاش کر رہے ہو وہ یہاں ہے وہ لوگ ذکر کرتے رہتے ہیں وہ جمع ہوتے رہتے ہیں حلقہ بنا لیتے ہیں۔ پچھلے ان سے اوپر سر نکال کر کھڑے ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ بڑھتے بڑھتے آسمانوں کو چھونے لگتے ہیں۔ اگر لوگ دیر تک ذکر کرتے رہیں تو آگے وہی بات ہے جو آپ نے لکھی کہ پھر اللہ کی بارگاہ میں جاتے ہیں سوال ہوتا ہے تم نے کیا دیکھا، حالانکہ وہ جانتا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیرا ذکر کر رہے تھے۔ القصہ ارشاد ہوتا ہے کہ گواہ رہو میں نے اُن سب کو بخش دیا۔ تو وہ عرض کرتے ہیں بارالٰہا اُن میں فلاں شخص جو تھا وہ تو کسی کام سے آیا تھا لیکن اُسکی کوئی بات نہیں سُن رہا تھا لوگ مصروف تھے وہ بھی اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ فارغ ہوں گے تو بات کروں گا۔ وہ ذکر کے لیے تو نہیں آیا تھا تو بخاری شریف کے الفاظ ہیں کہ اللہ کریم فرماتے ہیں هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ (صحیح بخاری) یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔ قرآن کریم میں ہے کہ نَكِيْرَيْن ہر بات لکھتے ہیں لیکن مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (سورۃ ق: 18) جو لفظ ہونٹوں سے نکلتا ہے خواہ وہ کتنی سرگوشی سے نکلے یا بلند آواز سے، وہ، وہ لکھ لیتے ہیں لیکن جو ذکر دل سے ہوتا ہے وہ صرف اللہ جانے اور بندہ جانے اُس میں ان کو دخل نہیں کیونکہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ جو لفظ نکلتا ہے وہ لکھنا اُن کی ذمہ داری ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہر لطیفے کے اپنے انوارات ہوتے ہیں جن کو فرشتے تو فرشتے جنات بھی دیکھتے ہیں جانور بھی دیکھتے ہیں اور وہ اُن نوارات کو دیکھ کر اندازہ کر لیتے ہیں کہ یہاں جو روشنی آ رہی ہے یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ تو بعض اوقات چیزیں ظاہر بھی ہو جاتی ہیں۔ میں خود اُس وقت لطائف کیا کرتا تھا تو یہاں نور پور میں ایک لڑکا ہوتا تھا اس پر ایسا کوئی شیطانی غلبہ ہوا کہ وہ نیم پاگل سا ہو گیا اور ایک بدعتی شاہ صاحب ہوا کرتے تھے بدعتیوں کے پیر بنے ہوئے تھے وہ لڑکا یہاں تک بگڑا کہ کہتا تھا لا الہ الا اللہ شاہ جی رسول اللہ (نعوذ باللہ) اور کبھی کہتا کہ اللہ ہے ہی نہیں یہ خوامخواہ مولویوں نے گھڑ رکھا ہے۔ اس کا بھائی ہمارے ساتھ ذکر کیا کرتا تھا بے چارہ فوت ہو گیا۔ اُس نے مجھے کہا کہ یہ مصیبت ہے اس کا کیا کریں۔ میری سمجھ میں اور کچھ نہ آیا میں

نے کہا اسے حضرت جیؒ کے پاس لے چلتے ہیں۔ اس وقت آج کل کی طرح سواریاں بھی نہیں تھیں، گاڑیاں بھی نہیں تھیں اور ہمارے پاس کاریں بھی نہیں تھیں تو سفر بہت مشکل ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ 1943 میں میں والدین کے ساتھ لاہور گیا تھا ہمیں نور پور سے بس نے اُٹھایا، چکوال چھوڑ دیا۔ چکوال سے ایک بس نے اُٹھایا، عصر کے قریب اس نے جہلم چھوڑ دیا۔ جہلم سے لاہور کوئی direct بس نہیں جاتی تھی۔ جہلم سے گجرات پھر وہاں سے گوجرانوالہ اور گوجرانوالہ سے لاہور پہنچے تو والد صاحب نے اللہ پاک اُن پہ رحمت فرمائے، انہوں نے فرمایا جگہ جگہ گاڑیاں بدلتے رات گزر جائے گی پھر کسی شہر میں رات کسی اڈے پر رہنا پڑے گا تو جہلم سے ٹرین پر جاتے ہیں تو رات کو عشاء کے بعد کہیں پنڈی سے ریل گاڑی آئی تو اس نے ہمیں اُٹھایا اور ہم دوسری صبح لاہور پہنچے۔ اب تو بندہ لاہور سے نکلتا ہے اور یہاں سے ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔

تو ہم نے اُسے ساتھ لیا اس کا بھائی بھی تھا یہاں سے پیل تک بس ملتی تھی پھر یہاں بیٹھے رہو کوئی بس تلہ گنگ کی مل گئی۔ تلہ گنگ ہم پہنچے تو عصر کے بعد کا ٹائم ہو رہا تھا انہوں نے کہا کہ میانوالی جانے والی تو ساری گاڑیاں نکل گئیں اب کل صبح ہی گاڑی ملے گی۔ لاچار بیٹھے رہے عام سا ہوٹل تھا۔ رات کو سات آٹھ کے قریب دو تین ٹرک پنڈی سے آ گئے ان دنوں ایک زہریلی دوائی ہوتی تھی DDT کہتے تھے سفید رنگ کا پاؤڈر ہوتا تھا حکومت بانٹ رہی تھی کسانوں میں کہ کھیتوں میں جو چوہوں کے بل ہوتے ہیں اُن میں ڈال دو تو چوہے مر جائیں گے۔ ان ٹرکوں پر بڑا سخت قسم کا زہر تھا وہ دو تھے یا چار تھے مجھے صحیح یاد نہیں، چھوٹے چھوٹے ٹرک بھی ہوتے تھے، ان میں وہ DDT لدی ہوئی تھی انہیں پہنچانے میانوالی جانا تھا۔ وہ ٹرک وہاں اُس ہوٹل پر چائے پینے کے لیے رُکے تو ان کی ہم نے منت کی کہ ہمیں دندہ شریف تک لے جاؤ تو کہنے لگے اگر ہمت ہے تو اُوپر بیٹھ جاؤ اندر ہمارے پاس جگہ نہیں ہے۔ ہم اس لڑکے کو لے کر ٹرک کے اُوپر کیبن سا بنا ہوتا ہے اس میں بیٹھ گئے لیکن دندہ جانے تک اس دوائی نے ہمارا حشر کر دیا۔

ہوا بھی لگتی اور گاڑی اچھلتی تو بوریوں میں سے وہ دھواں سا اُٹھتا پاؤڈر سا، اور منہ میں گھستا تو چھینکیں اور کھانسی آتی۔ تو ہم کوئی رات ڈھلنے کے بعد دندہ شریف پہنچے۔ وہاں سے اب پیدل جانا تھا چکڑالہ تو حضرتؒ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ہم نماز میں شامل ہو گئے۔

نماز سے فارغ ہوئے تو حضرتؒ 4،5 طالبعلم ہوتے تھے جنہیں وہ سبق دیتے تھے۔ تو حضرتؒ مجھ پر بہت ناراض ہوئے کہ عجیب آدمی ہو اس اُلو کے پٹھے کو کیوں لے آئے ہو۔ کہتا ہے اللہ نہیں ہے تو بھگت لے گا پتہ چل جائے گا یہ ہو گا وہ ہو گا تم نے میرا پروگرام خراب کر دیا۔ ابھی تو میں ذکر سے فارغ ہوا ہوں۔ آنا تھا تو ذکر سے پہلے آتے ہم ابھی ذکر کر کے فارغ ہوئے ہیں۔ میں نے طالبعلموں کو پڑھانا تھا تم یہ لے آئے ہو۔ ناراض ہوئے۔ سنتے رہے کیا کر سکتے تھے۔ خیر ہمیں جھڑک جھڑک کر حضرتؒ نے کہا بٹھاؤ ان کو۔ پرانی مسجد ہوتی تھی جو شہید کر کے اب وہاں نئی بنا دی ہے اللہ کریم کی عطا سے، اللہ کی توفیق سے ایک خوبصورت نئی مسجد بن گئی کیونکہ وہ گرنے لگ گئی تھی تو اُس میں ہلکی پتلی گھاس سردیوں میں بچھی ہوتی تھی گرمیوں میں وہ پھول سے ہوتے تھے

سردیوں میں دو تین انچ نیچے خشک گھاس بچھائی جاتی تھی حضرت جیؒ نے ہمیں لائن میں بٹھادیا ذکر کروایا تو حضرتؒ نے توجہ دی تو اُسے سکھایا اللہ ھو تو بجائے اللہ ھو کہنے کے وہ بے ہوش ہوگیا اور اُس گھاس میں سر ڈالتا ادھر تک چلا جاتا اور کہتا اللہ ہے اللہ ہے۔شام کا ذکر مغرب سے عشاء تک کا وہیں ہُوا ۔تو حضرتؒ نے توجہ دی تو عجیب اللہ کی قدرت ہے سردیاں تھیں اندھیری رات تھی تو عام محلے اور شہر کے لوگوں نے دیکھا کہ روشنیاں آسمانوں تک اور مسجد تک آ رہی ہیں ایک دن میں نے یہ تماشا دیکھا تھا۔لوگ جمع ہو گئے اور جب شور ہُوا تو حضرت نے ذکر ختم کر دیا کہ کیا ہے تو وہ بولے وہ جی روشنیاں کون سی تھیں روشنی آ رہی تھی۔ملائکہ کو تو انوارات نظر آتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں ذکر کا سننا اُن کے لیے ضروری نہیں اس پر جو انوارات مرتب ہو رہے تھے اُن کو تلاش کرنا بھی تو اُن کی منزل یا مقصد ہوتا ہے۔جو ذکر خفی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا جب اعمال تولے جائیں گے تو فرشتوں کی طرف سے عرض کی جائے گی بارالٰہا اُس کی ساری نیکیاں ترازو میں رکھ دی گئیں تو ارشاد ہو گا نہیں ساری نہیں تم نے وہ رکھیں جو تمہارے پاس تھیں ابھی وہ رہتی ہیں جو میرے پاس ہیں اور پھر اُس کا ذکر خفی جو ہے اللہ کریم اپنی بارگاہ سے بھیجیں گے کہ یہ بھی اُس کے نیکی کے پلڑے میں رکھو تو میرے خیال میں سوال کا جواب تو ہو گیا۔

اہل اللہ سے صرف استفادہ کرو

دو باتوں کا خیال رہنا چاہیئے۔یہ لوگ جو اس فن کے لوگ ہوتے ہیں یہ بڑے عجیب لوگ ہوتے ہیں اور ان کے ہر کام میں کچھ عجیب سی باتیں ہوتی ہیں جو دوسرے کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ایک آدمی کو بخار ہے ایک قسم کا دوسرے کو بخار ہے وہ ملیریا ہے تیسرے کو ٹائیفائیڈ ہے اب ہم یہ جانتے ہیں کہ اسے بھی بخار ہے۔اسے بھی بخار ہے اسے بھی بخار ہے یہ تینوں بیمار ہیں انہیں بخار ہے۔عام بخار میں کیا محسوس ہوتا ہے یا تکلیف کیسی ہوتی ہے۔ملیریا میں سردی کس طرح لگتی ہے کیا feel ہوتا ہے کہ اوپر ہم کمبل ڈال رہے ہوتے ہیں۔وہ لرز رہا ہے حالانکہ وہ کمرے میں ہے وہاں سردی بھی کوئی نہیں، گرمی ہے اس پر لحاف ڈال دیا۔لحاف کو بھی دبا دیا ہوا ہے پھر بھی وہ لرز رہا ہے۔بھئی سردی کہاں سے آئی ہے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ٹائیفائیڈ میں اس کا کیا حال ہے کھاتا نہیں، پیتا نہیں، پانی اندر نہیں جاتا، زندہ بھی ہے یہ کیوں ہے کیسا ہے؟ ہمارے لئے تینوں بخار ہی ہیں۔اب جس پر بیت رہی ہوتی ہے وہ جانتا ہے اسکی کیفیت کیا ہے۔تو یہ اللہ کے بندے اس فن کے لوگ جو ہوتے ہیں ان پر کیا کیفیات آ رہی ہیں ان کے اثرات کیا ہیں۔اور ایک بات یاد کر لیجئے کہ ہماری جو ظاہری زندگی ہے یہ باطن کو کتنا متاثر کرتی ہے کہ ظاہراً آدمی بدکاروں میں بیٹھنا شروع کر دے تو اس کا دل بھی سیاہ ہوتا جاتا ہے اور وہ بدکار ہو جاتا ہے نیکوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دے تو وہ ظاہری مجلس اس کا اندر بدل دیتی ہے وہ بھی نیک ہو جاتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

نیک کی محفل تجھے نیک بنا دیتی ہے۔بدکاروں کی مجلس تجھے بدکار بنا دیتی ہے۔ظاہر کمزور ہے اور باطن طاقتور ہے اگر ظاہر باطن کو اتنا متاثر کرتا ہے تو باطن میں اگر تبدیلیاں آئیں تو وہ ظاہر کو کتنا متاثر کرتی ہیں۔لہٰذا ان لوگوں کی زندگیاں عجیب ہو جاتی ہیں اور بڑی ہمت والے ہوتے ہیں

اہل اللہ میں وہ لوگ جو بظاہر نارمل نظر آتے ہیں۔ سب سے اعلیٰ پائے کے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کے پاس واقع منازل ہوں لیکن اُن کی زندگی نارمل نظر آئے ورنہ ان کی زندگی نارمل نظر نہیں آتی۔ عام آدمی کو Abnormal لگتی ہے لیکن ان کی کیا کیفیت ہے کہ تین تین دن کھانا نہیں کھایا۔ بھئی کمال ہے کھانا نہیں کھایا کام بھی کر رہا ہے کمزوری بھی نہیں ہوئی۔ کیوں نہیں ہوئی عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ اب بخار والا بھی تو ہفتہ ہفتہ نہیں کھاتا اس کی ایک کیفیت ہے۔ نبی کریم ﷺ اتصال کے روزے رکھتے تھے مثلاً دس دس دن کا روزہ ہے دس دن بعد افطار کیا تو بعض صحابہؓ نے کوشش کی کہ ہم بھی دو دن کا روزہ رکھیں گے آپ ﷺ نے روک دیا فرمایا تمہاری اور میری کیفیت ایک سی نہیں ہے۔ مجھے تو میرا رب کھلاتا بھی ہے، پلاتا بھی ہے۔ بظاہر میں تمہاری دنیا کی غذا تو نہیں لیتا لیکن میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ تمہارا وہ مقام نہیں ہے۔ تم اتصال کے روزے نہ رکھو منع فرما دیا۔ تو یہ لوگ عجیب سے ہوتے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کبھی ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ یہ تو یہاں سے وہاں تک نہیں چل سکتا کبھی دیکھتے ہیں کہ اس نے میلوں کا سفر طے کر لیا۔ عام مادی غذا اگر ان کی بغور دیکھی جائے تو سمجھ آتی ہے کہ اس غذا پر بندہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن یہ ٹھیک ٹھاک ہیں اور بے شمار چیزیں ہیں۔ ہم پر ذرا سا دباؤ آتا ہے تو ہماری چیخیں میلوں سنائی دیتی ہیں اور ان سے پہاڑ گذر جائیں تو پتہ ہی نہیں چلتا کہتے ہیں اللہ کافی ہے۔

یہ عجیب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ تو ہم نے دلائل السلوک الحمد للہ پڑھی سلیس کرنے کی کوشش کی۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی صحیح المزاج آدمی، جس کا مزاج تباہ نہ ہو چکا ہو، مزاج صحیح ہو اسے اس کے علاوہ اور کسی دلیل کی ضرورت ہے۔ پھر ہم نے مولانا تھانویؒ کی مسائل السلوک شروع کر لی۔ اور اس لئے شروع کی کہ قرآن کریم کی جن آیات سے مسائل السلوک کا استخراج ہوتا تھا وہ انہوں نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھے پھر وہ الگ سے ایک کتاب بن گئی اس اجتماع میں ہم نے پندرہ پارے کی آیات مکمل کر لیں۔ یہ تمام مسائل السلوک قرآن حکیم کی آیات سے ثابت ہیں۔ مسائل السلوک میں ایک جگہ مولاناؒ لکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ اور مشائخ ایسے لوگ ہیں کہ اگر کوئی ان سے استفادہ نہیں کرتا تو یہ الگ بات ہے لیکن ان کا انکار نہ کرے اور نہ ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ کرے۔ استفادہ نہیں کرتا تو ان سے الگ رہے عقیدت نہیں رکھ سکتا تو کم از کم تنقید نہ کرے پھر آگے لکھتے ہیں کہ ولی اللہ کا ماننا ضروری نہیں ہے۔ نبیؐ کا ماننا ضروری ہے نہ مانے تو کافر ہو جائے گا۔ ولی اگر واقعی ولی ہے اور اسے کوئی نہ مانے تو کافر نہیں ہوتا لیکن فرماتے ہیں مرتے عموماً کفر پر ہی ہیں۔ یعنی نہ ماننے سے کافر نہیں ہوتا لیکن نہ ماننے سے کردار اتنا مسخ ہو جاتا ہے کہ برائیاں کرتے کرتے بالآخر ایمان بھی ضائع ہو جاتا ہے تو فرمایا مرتے عموماً کفر پر ہی ہیں۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا۔

دو باتیں میری خاص طور پر نوٹ کر لیجئے ایک تو جن لوگوں کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ ساتھیوں کو ذکر کرائیں وہ کوئی خاص مقبول شخصیات نہیں ہوتیں۔ اُن میں کوئی اُن کا کمال نہیں ہوتا انہیں اس وہم میں نہیں رہنا چاہیے کہ میں کوئی بڑا ہوں مجھ میں کوئی کمال ہے۔ نہیں یہ اللہ کا انتخاب ہے کہ کسی بندے کی ڈیوٹی لگا دی۔ ہمارے کچھ ساتھیوں کو خلیفہ بننے کا بڑا

شوق ہوگیا تھا اور حضرت جیؒ کی عمر کے آخری دو سال یہ احمد نواز گواہ ہے یہ حضرتؒ کا خادمِ خاص ہوتا تھا وہ دو سال انہوں نے اسی میں حضرتؒ کو پریشان رکھا کہ آپ کے بعد کیا ہوگا، آپ فوت ہوجائیں گے تو کیا ہوگا؟ آپ کی قبر کہاں ہوگی؟ ایسے لگتا تھا وہ چاہتے تھے کہ جیسے حضرت جلدی جلدی فوت ہوں اور ہم خلیفے بنیں۔ حضرت جیؒ لکی مروت جارہے تھے میں یہاں سے گاڑی لے کر گیا۔ جب حضرت کے درِ دولت پر پہنچا تو وہاں کچھ دوست جمع تھے اور یہی بحث انہوں نے چھیڑی تو میں بڑا بدمزہ ہوا اور میں نے انہیں کہا کہ یار آپ حضرت جی کو لے جائیں اپنی بحث بھی لے جائیں میری گاڑی بھی لے جائیں میں بس پر واپس چلا جاؤں گا میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ خیر ہمارا آپس میں بڑا شور شرابہ ہوا۔ حضرتؒ کو تو پتہ نہیں تھا باہر کے مکان میں بیٹھے تھے۔ بالآخر وہ تو رہ گئے کہ جی ہم ساتھ نہیں آتے آپ ضرور جائیں۔ ایک آدھ ناظم اعلیٰ صاحب ہمارے ساتھ ہولئے باقی رہ گئے۔ تو جب میانوالی چوک سے ہم مڑے کالا باغ کی طرف، ایک سڑک مڑتی ہے پھر آگے عیسیٰ خیل سے گذر کر لکی مروت جاتی ہے تو میانوالی سے کالا باغ کو جارہے تھے تو حضرتؒ نے مجھ سے پوچھا تم کیا کہتے ہو یار۔ چونکہ بڑی بحث چل رہی تھی، میں نے کہا حضرتؒ میں ایک بات جانتا ہوں میں ایک کاشتکار کا بیٹا ہوں خاندان ہمارا فوجی ہے۔ باپ دادا، نانا چاچا، ماموں سارے فوجی ہیں۔ ہمارا پیشہ کاشتکاری ہے اور اگر ملازمت کریں تو فوج میں چلے جاتے ہیں۔ کوئی پیر فقیر بزرگ گدی نشین ہم میں نہیں ہے نہ کوئی تصور ہے۔ میں حاضر ہوا تھا آپ کی خدمت میں اپنی اصلاح کے لئے، پیر بننے کے لئے نہیں۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ربع صدی تک 25 برس مجھے برداشت کیا، ساتھ رکھا، تربیت کی۔ میری اصلاح ہوئی یا نہیں ہوئی یہ اللہ کی مرضی میرا اپنا کردار میرا اپنا نصیب۔ آپ نے کوئی کمی نہیں چھوڑی آپ کو میں ہمیشہ دعائیں دوں گا۔ کم از کم یہ بارِ خلافت مجھ پر نہیں ڈالئے گا۔ میرا یہ شعبہ ہی نہیں میں اس کام کے لئے آیا ہی نہیں اور میں اس کام کے لئے فٹ بھی نہیں ہوں۔ آپ جسے چاہیں اُسے بنادیں میں جس طرح آپ کی خدمت کرتا رہا ہوں سلسلے کی خدمت کرتا رہوں گا۔ اللہ نے توفیق دی تو جو بھی ہوا آئندہ اس کی خدمت کرتا رہوں گا۔ بات آئی گئی ہوگئی اس کے بعد سردیوں میں لنگر مخدوم اجتماع آیا حضرت دو تین دن، ایک آدھ دن جمعرات کو گئے جمعہ پڑھا، کبھی جمعہ کو واپس آگئے کبھی ہفتے کو آگئے عموماً جمعہ پڑھ کر پھر شام کو آجاتے تھے۔ مخدوم حضرات کے پاس وہاں ایک رات قیام فرماتے تھے اکثر ایسا ہوتا تھا۔ تو جمعہ میں حضرتؒ نے جو بات فرمائی وہ کیسٹ موجود ہے انہوں نے CD بنالی ہوگی۔ آپ کے الفاظ اگر مجھے صحیح یاد ہیں تو یہ تھے کہ آپ نے میرے بارے فرمایا کہ میں اسے سلسلے کی امانت سپرد کرتا ہوں۔ تین اور ساتھیوں کو فرمایا کہ یہ بیعت بھی لے سکتے ہیں ذکر بھی کراسکتے ہیں۔ فنافی الرسول ﷺ بھی کراسکتے ہیں لیکن فنافی الرسول ﷺ میں حضور ﷺ کی بیعت کرانے کے لئے انہیں اس کے پاس مرکز میں جانا ہوگا۔ بیعت یہی ایک بندہ کرائے گا۔ یہ خصوصی طور پر اس کیسٹ میں آپؒ نے فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا شاید ہم تم آئندہ اجتماع میں اکٹھے نہ ہوں

اسی لئے میں یہ بات تمہیں واضح کر رہا ہوں۔ یہ اجتماع دسمبر میں تھا۔ نئے سال فروری میں حضرت ؒ کا وصال ہو گیا۔ تب سے وہ ذمہ داری میرے ذمے آ پڑی پھر ان لوگوں نے بڑے تماشے کئے۔ ایک دفعہ سارے آ کر میری بیعت کر گئے پھر الگ سلسلے بنانے کی کوشش کی پھر الگ ہوئے پھر سارا کچھ چلتا رہا۔ مولانا عبدالباقی ہوا کرتے تھے وہ افغانی تھے اور ظاہر شاہ کے زمانے میں کابل سے نکال دیئے گئے تھے حکومت نے ملک بدر کر دیا تھا اور علاقہ غیر میں رہتے تھے۔ یہاں ہمارے پاس دفن ہیں۔ یہیں اسی وضو کی جگہ پر وضو فرما رہے تھے تو جب دونوں پاؤں دھو کر وضو سے فارغ ہوئے تو وہیں لیٹ کر فوت ہو گئے۔ یہیں دفن کر دیئے گئے۔ انہیں اردو بھی نہیں آتی تھی اور پنجابی بھی نہیں آتی تھی پشتو بولتے تھے اور عربی فارسی جانتے تھے۔ تو انہوں نے یہ سارا شور شرابہ سن کر مجھے فارسی میں ایک چھوٹا سا خط لکھا کہ۔ حضرت عثمان ؓ سے جب لوگوں نے وہ خرقہ خلافت چھیننا چاہا جو نبی کریم ﷺ کی امانت تھی تو انہوں نے شہید ہونا گوارا کیا اور وہ امانت نہیں چھوڑی تو یہ لوگ بڑا شور کر رہے ہیں اور تم اور طرح کے بندے ہو تو تم کہو کہ میرا اس سے کیا تعلق چلو یہی کرتے رہیں میں اپنے سر درد کیوں لوں۔ ایسا نہ کرنا یہ ذمہ داری ہے تمہاری۔ تمہارے ذمے لگی ہے تمہیں مرتے دم تک نبھانی ہے۔ یہ فارسی میں انہوں نے مجھے لکھا اور مجھے بات سمجھ آ گئی کہ جو بات انہوں نے لکھی ہے۔

جاری ہے

سالانہ اجتماع

دارالعرفان منارہ، چکوال

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دارالعرفان منارہ میں

سالانہ اجتماع

8 جون 2012ء بروز جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے

چھوٹے بچوں کو ساتھ لانا سختی سے منع ہے

اجتماع 15 جولائی 2012ء بروز اتوار تک جاری رہیگا

تزکیہ نفس کے لئے صحبت شیخ لازمی ہے، سلوک میں صحیح راہنمائی، باقاعدہ تربیت حاصل کرنے اور آگے ترقی کے لئے اس اجتماع میں آپ کا شامل ہونا ضروری ہے۔ اس اجتماع کا مقصد ہی یہ ہے کہ سالکین کی صحیح اور باقاعدہ تربیت کے ساتھ ساتھ صحبت شیخ بھی نصیب ہو تا کہ آپ کے قلوب ان انوارات و برکات سے روشن ہو جائیں جو صرف صحبت شیخ سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

of their share from the above blessings. For example, some people are changed completely while others attain a partial aspect of positive change e.g. if he or she was doing a hundred wrongdoings during a day; it is now reduced to only a few. Such an attainment is indeed a positive change although not one hundred per cent. The aim should be to attain a complete change in the positive direction because it is the last and only remedy for attaining a positive change.

We should focus about the positive change within our own selves rather than pointing out the mistakes and weaknesses of others. Another important thing to remember is to promote, propagate and preach this blessing of Zikr Allah-swt to others because every Muslim has a right to get it.

Today in the present situation we all are like sick people, and as in sickness everything tastes bitter, similarly even if we start teaching people about Zikr Allah-swt, they will not like it, and this is the sign of the sickness that is prevailing inside the hearts. But this doesn't mean that for a sick person, food is forbidden merely because it feels bitter to him or her, and by implication this also doesn't mean that we should stop preaching Allah-swt's name only because they don't like it. People in the present times are repelled by the talk of good deeds, while on the other hand a huge number are attracted towards the innovations made in the name of Islam and Tasawwuf. It is a common observation that huge gatherings are made whenever there are the celebrations of an 'Urs. Do you really think that all these people gather for attaining a positive change or learning Allah-swt's Zikr or seeking guidance? This system of Tasawwuf was introduced for guiding people towards the light and truth, but even here, people come for obtaining worldly benefits.

Ibn-e-Sa'ad in Tabqaat-ul-Kubra states that the non-believers came to Hazrat Abu Talib to negotiate the authority and to stop the preaching of Islam by the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam. They made two offers to Hazrat Abu Talib. One offer was that they brought a young boy and asked him to accept the boy as a substitute for his nephew, the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam, and to hand over the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam so that they could slay him-sallu alaihe wasallam. In reply Hazrat Abu Talib asked them that, "Do you really believe that I would accept your son as a substitute of my nephew and give him the comforts of life while you take my nephew and kill him? Certainly this is not possible!" The second thing that the non-believers of Makkah discussed was about their idols. They argued that they also believe in Allah-swt along with all of His-swt Attributes and regard Him-swt as the sole creator of the universe, but the idols that they worship are the statues of those righteous people whom they believe will take them near to Allah-swt and will also fulfil their wishes. Therefore, they said, that we want to convey our message to him-sallu alaihe wasallam, that he-sallu alaihe wasallam should quit negating and criticizing our idols and continue worshipping Allah-swt as he-sallu alaihe wasallam wishes and let us worship our idols.

To be Continued

compelling people to vote was that a question was asked with only two options of a Yes or No. The question was whether they wanted him as their president for the next five years to implement Shariah? Obviously nobody would opt for 'No' and in this way he was elected as the President for five years. Later on I remember his speech where he said that, 'The people of Pakistan have completed half of their promise they made in the referendum by electing him as their President and regarding the implementation of Shariah he apologized to the nation, and said that he was unable to accomplish that task.'

Therefore, my brothers, change in our society can only be brought if we change our own selves. It is a false hope to expect someone in the ruling class to implement a system that changes everything. Indeed Allah-swt is Omnipotent and can do everything, and it is also possible that He-swt may bring somebody who can bring a change in this country. In such a case we can only hope for a miracle to happen and change our condition, still it would not be a normal happening but a supernatural thing. This nation is in such a detrimental situation where one can only hope that a single righteous man comes and transforms the whole nation into righteous. Indeed this must be the hope and prayer of everyone, because it is easy and most desired. But in such a hope we cannot be excused from fulfilling our duties.

The steps which should be adopted for bringing a change in our behaviour include the study of the Holy Quran and Hadith-e-Nabwi, the study of the History of Islam and adoption of the life of the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam, the iconic Islamic personalities, the Companions-rau and the scholars. The fundamental source however, for bringing a change in the character and behaviour of an individual, is Allah-swt's Zikr and the Remembrance of His-swt Attributes. A change that is brought inside an individual's heart that is illuminated with the name of Allah-swt, is the real change. That kind of luminance in turn illuminates every organ and part of the body, and consequently the whole body acts on the righteous path which eventually brings a positive change.

If we plant a tree or sow a crop in soil, we know that it will eventually grow due to the inherent fertility of the soil, but it will grow better if we put some fertilizer or manure in the soil and more better if it is also watered properly. Therefore, leaving human behaviour and conduct to be guided by the surrounding environment without guidance is similar to sowing a plant in a deserted land without any care for its needs. Zikr Allah-swt is like a fertilizer which helps augment the good conduct and brings a gradual positive change. The best source of attaining a positive change, therefore, is Zikr Allah-swt, attainment of Tawajjuh of the Shaikh, the Divine Lights and the Prophetic Blessings.

Even then, if somebody does not experience any positive change, which indeed is not possible because everybody gets some part

Attaining Positive Change Effectively

Translated Speech of His Eminence

Hazrat Ameer Muhammad Akram

Dated: December 4th, 2011

In fact in such a corrupt system the results of the election are decided even before the people are invited for polls and the seats of the parliament or the provincial constituencies are already divided among the politicians and political parties, and in these decisions the outside forces always play a big role. The current international policy regarding Pakistan is to create multiple, small parties where people with new faces come forward and the seats of the parliament are further divided into small categories where nobody would listen to each other and it will weaken the parliament. The basic theme of this entire plan is to divide the nation into multiple small groups so that people could not be united.

People are celebrating the birth of a popular new party but according to my knowledge a recent survey shows the number of political parties to be one hundred and twenty seven. Therefore, it is easy to understand that the ever increasing number of political parties in our country is according to the policy of some international power players, and its aim is to significantly reduce the unity of the nation. This in turn would cause the implementation of their desired policies instead of those which are in the interest of the country. These are the facts that are in front of us and we all know them very well.

Every person of this nation is of the view to fight the prevailing situation inside the country but nobody has the slightest idea how to do it. I saw around the world an interesting thing about Muslims, especially in the Western societies, and I noted it in my travelogues, that all the Muslim parents want their children to be good Muslims and to follow the right path, but they themselves are alcoholics and spend their nights in clubs and discos. This is a perplexing thing to imagine the possibility of making the kids grow with good characters while the parents are fulfilling their desires in the ugliest manners possible. Similar is our situation: we want our country to prosper and become peaceful, but we don't even try to change our own character. We want others to behave good but not ourselves. The principle laid by Allah-swt is that, 'Unless you change yourselves, only then would your fate be changed', حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ whatever that is in your control, has to be changed first in order to bring a change collectively. Another freshly introduced political trick is that everyone is promising of changing the condition of the people and every politician claims it in his or her manifesto. I remember the times of President Zia ul Haq during the referendum he conducted. The trick that was used for

Rabb (Lord) and no one in between', or at the Threshold of the Holy Court in the Maraqbah of Fana Fir Rasool saws.

Qazi Ji rua possessed an enlightened eye. He saw his Rooh crossing the stations of Ahadiyyat, M'aiyyat and Aqrabiyyat, beheld a vision of doing the rounds of the Bai'at-al M'amoor and when the Gate of Blessing of the Holy Prophet saws opened for him, the pious centurion wept like a child. Not being able to contain himself, he exclaimed, "Where are those that sit at alters (Mullahs) and claim that it is not possible to live in this world and have an Audience in the Court of the Holy Prophet saws? I wish I could show them the scene from this Audience!"

And who became the means of this Grace? The 'Victor' from the arena of Manazaray; a valiant landlord from his outwardly appearance, but when he grasped someone's hand, then every obstruction was expunged: There remained no veils in between and all hindrances caused by one's personal weaknesses were obliterated. What a Personality!...whose endorsement was regarded as the only privilege for admission to the Exalted Court! And what Acceptance!...that when he said, 'Advance!': Instantly one found refuge under the Mantle of the Holy Prophet saws! And on whom was this Grace bestowed? On degraded sinners and wicked transgressors like us! Steeped in our iniquities we could not even imagine that such Grace could ever be possible! But then reflect on the greatness and status of the Personality rua, who was the cause of that Bounty... The Personality that redirected the destinies of hundreds on the right course, held the lost ones by their hand and brought them back to the Path and provided them with an Abode of Tranquillity, in the form of the Silsilah where their Faith and Certitude found refuge. This Abode of Tranquillity... this Building of the Silsilah that Hazrat Ji rua made solid and compact...its First Brick was Qazi Ji rua.

The extent of Qazi Ji's effort and devotions were no less than that of any of the past Ahl Allah. From his daily extra Nawafil, Zikr, temperance, piety, discipline and effort, his life was a reflection of the lives of the men of Quroon-e Oola (the earliest period of Islam): His provisions for a journey consisted of a prayer mat, a copy of the Quran and a booklet of prayers kept in a cotton bag; and a small metal vessel with a lid which he used for Wuzu (ablution).Throughout the day he kept busy in reciting the Quran, offering Salah and Nawafil. For a short time he would lie down on his patched prayer mat but would soon get up and redo his Wuzu and resume his worship. Once when asked by the Ahbab, he stated, "I offer maybe 300 Nawafil, but I do not count them. Once I tried counting, but I heard a voice from Allah swt: 'Did I count out My blessings on you, that you are counting your Nawafil?' For that reason I do not count them anymore."

With this degree of diligence and effort, coupled with Hazrat Ji rua's Tawajjuh, he attained the stations of Sulook with great rapidity.

To be continued

After resolving the dispute Hazrat Ji rua left for his village. He was riding his horse, and in accordance with the custom of respect and courtesy, to bid him farewell the notables of the area, accompanied him on foot for a short distance. Qazi Ji rua was also among them. In this duration Qazi Ji rua picked up courage, held the stirrup of the horse and said to Hazrat Ji rua:

"Maulvi Ji, I used to learn the Lata'if from Shah Sahib of Dandah. The Shaikh passed away and now I can't find any person to teach me further."

In this old age, Qazi Ji rua's earnestness and longing made an impact on Hazrat Ji rua who could not stop himself from replying, "What if I become that person?"

For a few days Qazi Ji rua was lost in amazement. This black-bearded Maulvi Sahib and debater par excellence, who in his manner and appearance fitted the part of a valiant landlord from Mianwali; what could be common between a Devotee of Allah sitting on a mat of palm leaves and this Manazir (debater) and arbitrator of peoples' disputes? Then Qazi Ji rua thought, 'My motive is to eat the mangoes (motive is the fruit), his appearance is not my concern.'. Thus having made up his mind one day, he set out for Chakrala to present himself to Hazrat Ji rua as per his instructions.

Qazi Ji rua had taken Bai'at with Sayyed Mohammad Shah rua of Dandah Shah Bilawal. He would go there once a year and would be told to make further effort for another year on his first Latifah. In this way, 22 years were spent on the Latifah Qalb (the first Latifah). Now that he presented himself before Hazrat Ji rua, in one sitting all his seven Lata'if were initiated. Hazrat Ji rua instructed Qazi Ji rua to work on all seven Lata'if for a year and then return to Chakrala. When they met after a year, Hazrat Ji rua asked, 'Qazi Ji, do you remember the lesson or have you forgotten it?"

Here, the condition of the student was such that for one year, he had treated the lesson given by Hazrat Ji rua, as the priority of his life. In one glance Hazrat Ji rua could discern that all of Qazi Ji rua's seven Lata'if were polished and shining. The field (so to say) was ready for sowing, and Hazrat Ji rua with his exceeding benevolence, generosity, munificence and liberality, in one sitting made him cross the Three Maraqabaat; conducted the Maraqbah of Bait Allah and Raudha Aqdas, and along with it Qazi Ji rua was graced with an audience in the Assembly of the Holy Prophet saws...Allah Allah! On one hand, living in the irreligious era of the 20th century, then the enormous distances of time and space, and on the other, while remaining in this material world , the spiritual honour of presence at the door of the Holy Prophet saws in Barzakh,!!

Manazara or assembly in which Hazrat Ji rua was partaking, he would walk scores of miles to attend it. Like the rest of Hazrat Ji rua's admirers, Qazi Ji rua too was unaware how the Inspiring Soul of these assemblies, the Victor of Manazaray and the Arbitrator on the Bench, spent his hours of solitude....'There should be just me and my

Hayat-e-Javidan **Chapter 17**

(Translation) A Life Eternal

THE FIRST BRICK

Being a landlord, Hazrat Ji-rua was financially self- sufficient. He never used his services for the Deen to procure a livelihood for himself. Recognizing his genuine services for Islam and his attributes of honesty, piety, truth and sincerity, people would trust and rely on him, and desiring to seek guidance would often bring their personal problems to him. Even the crude and obstinate villagers of Chakrala and its environs, though not strictly practicing Muslims, nevertheless needed guidance to act as per the precepts of the Shari'ah. For transactions regarding marriage and divorce they needed a judge who not only had a complete command and knowledge of the Shari'ah, but also could give bold and courageous verdicts, without thought of personal loss or any consideration of fear or favour. As Hazrat Ji-rua became celebrated throughout the area as a distinguished Alim, he came to be looked upon as the uncontested Judge whose judgments were respected and did not require any coercion for their implementation.

Just before the birth of Pakistan, Hazrat Ji-rua was required to go to Mial (Tala Gang, Mianwali Road) for the hearing of a divorce case. A pious elder was sought to interrogate the girl, to whom she could express herself without the fear of family pressure. This responsibility was handed over to Qazi Sana Ullah from Dhok Laiti, a suburb of Mial Adda. At the time Hazrat Ji rua's age was a little above 40 years and he did not have any grey hair in his beard, whereas Qazi Ji-rua's beard did not contain even one dark hair.

Qazi Sana Ullah Ji rua was a model of abstinence and piety. He was in the habit of praying approximately 300 voluntary Nawafil daily (supererogatory prayers), a practice to which he remained dutifully faithful all his life. He would cultivate his own crops and herd his flock of goats himself to guard them from eating a blade of grass from the fields of others. He lived off the grain he grew and the milk from his goats. Despite great financial hardship he had performed two Hajj (Pilgrimages). During the Hajj of 1944, he was accompanied by the Headmaster of Dhulli, Muhammad Khan. According to him during the entire journey Qazi Ji rua did not eat the food prepared by the ship's staff, because most of them were not in the habit of offering Salah; instead he subsisted on water and the provisions he had brought from home.

Since some time Qazi Sana Ullah rua had been acquainted with Hazrat Ji rua's high degree of scholarship and was an admirer of his debating skills. Whenever he heard of a

عَنْ اُمِّ اَنَسٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِىْ قَالَ اهْجُرِیْ الْمَعَاصِیْ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْهِجْرَةِ وَ حَافِظِیْ عَلَى الْفَرَائِضِ فَاِنَّهَا اَفْضَلُ الْجِهَادِ وَاَكْثِرِیْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّكِ لَا تَاْتِيْنَ اللّٰهَ بِشَيْئٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ ذِكْرِهٖ. (الطبرانی)

Hazrat Umme Ans (rau) narrates that she asked the Prophet (saw) to give her counsel. He (saw) said, refrain from sin as this is the best migration. Fulfill your duties as this is the best jehad. And do Zikr Allah in abundance because in Allah's court this is the most appreciated deed.

The more one becomes conscious of Allah's greatness, the more one becomes aware of his own humility and nothingness.

Hazrat Sheikh ul Mukaram
Ameer Muhammad Akram Awan MZA

June 2012
Rajab ul Murajab1433h

MONTHLY AL-MURSHID PS/CPL # 15
17-AWASIA SOCIETY-COLLEGE ROAD, TOWN SHIP LAHORE

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5-حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7-پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255